8

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ صفر المظفر سنہ ۱۳۷۸ھ
۲۲ اگست سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت
۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

خلوص نیت کا ترک کر دینا

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیامۃ رجل استشہد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرأ القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن قال کذبت ولکنک تعلمت العلم لیقال انک عالم وقرأت القرآن لیقال ھو قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ھو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے پہلا شخص جس پر قیامت کے دن (خلوص نیت کے ترک کا) حکم لگایا جائے گا۔ وہ شخص ہوگا جو شہید کیا گیا ہوگا۔ پس اس کو میدان قیامت میں لایا جائے گا اور اللہ اس کو اپنی (عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا۔ اور وہ سب اس کو یاد آ جائیں گی۔ پھر خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا۔ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کیا گیا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھ کو بہادر کہیں۔ چنانچہ تجھ کو بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا۔ کہ اس کو منہ کے بل کھینچا جائے اور آگ میں ڈال دیا جائے۔ پھر وہ شخص ہوگا۔ جس نے علم حاصل کیا اور سکھایا اور قرآن کو پڑھا پس اس کو خدا کے حضور میں لایا جائے گا۔ اور اللہ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ وہ ان کو یاد کرے گا۔ پھر خدا اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا شکر کیوں کر ادا کیا یعنی کیا کام کیا وہ کہے گا۔ میں نے علم کو سیکھا دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے۔ تو نے تو علم اس لئے سیکھا تھا۔ کہ لوگ تجھ کو عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھ کو قاری کہیں چنانچہ تجھ کو عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا۔ اور اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا۔ اور آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ شخص ہوگا۔ جس کو خدا نے وسعت دی اور اس کی روزی کو زیادہ کیا اور طرح طرح کا مال عطا کیا اس کو خدا کے حضور میں حاضر کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ اور وہ ان نعمتوں کو یاد کرے گا۔ پھر خداوند تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ ان نعمتوں کے شکر میں تو نے کیا کام کیا۔ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنا تجھ کو پسند ہے، نہیں چھوڑا۔ اور تیری خوشنودی کے لئے اس میں خرچ کیا۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے تو اس لئے خرچ کیا کہ تجھ کو سخی کہا جائے۔ چنانچہ تجھ کو سخی کہا گیا۔ پس حکم دیا جائے گا۔ اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا۔ اور پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

حضورؐ کی ایک عادت

وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم بکلمۃ اعادہا ثلثا حتی تفہم عنہ واذا اتی علی قوم فسلم علیہم سلم علیہم ثلثا رواہ البخاری۔

انسؓ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ اس کا اعادہ فرماتے (یعنی تین مرتبہ کہتے) یہاں تک کہ لوگ اس کو اچھی طرح سمجھ لیتے اور جب آپ کسی جماعت کے قریب سے گذرتے اور اس کو سلام کرنے کا ارادہ فرماتے تو تین مرتبہ اس کو سلام کرتے۔

نیکی کی طرف راہ نمائی

وعن ابی مسعود الانصاری قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ ابدع بی فاحملنی فقال ما عندی فقال رجل یا رسول اللہ انا ادلہ علی من یحملہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ رواہ مسلم۔

ابو مسعود انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری سواری چلنے سے عاجز ہو گئی ہے آپ مجھکو سواری عطا فرمایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس (کوئی) سواری نہیں ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایسا شخص اس کو بتا دوں جو اس کو سواری دے دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جتنا کہ اس نیکی کرنے والے کو۔

غریب مسلمانوں کی امداد

وعن جریر قال کنا فی صدر النہار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ قوم عراۃ مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتہم من مضر بل کلہم من مضر فتمعر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما رای بہم من الفاقۃ فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب فقال یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی اخر الآیۃ ان اللہ کان علیکم رقیبا والآیۃ التی فی الحشر اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من دینارہ من درہمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ قال فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفہ تعجز عنہا بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رایت کومین من طعام وثیاب حتی رایت وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتہلل کانہ مذہبۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورہم شیء ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیء رواہ مسلم۔

جریرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ (ایک روز) دن کے ابتدائی حصہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آپ کی خدمت میں ایک قوم حاضر ہوئی جو ننگی تھی، اور اپنے جسم پر کمبل یا عبا ڈالے ہوئے تھی۔ اور گلے میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب قبیلہ مضر کے لوگ تھے۔ ان کو فاقہ زدہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل گیا۔ باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۶ صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۸ء | شمارہ ۱۵

پاکستان میں گداگری کی لعنت

اسلام اپنے متبعین کو تمام محاسن اور اخلاق عالیہ سے مزین و آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کی بد اخلاقی سے بچانا ہے گداگری بھی ایک بد اخلاقی ہے۔ اس لئے اسلام نے اس کی ممانعت میں پورا زور صرف کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک شخص سوال کرتا ہوا آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔ تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کی ایک موٹی کملی ہے۔ جس کا ایک حصہ بچھالیتا ہوں۔ اور ایک حصہ اوڑھ لیتا ہوں۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ دونوں چیزیں لے آؤ۔ اس نے دونوں چیزیں لاکر پیش کر دیں۔ آپ نے ان کو دو درہم میں نیلام فرمایا اور دونوں درہم اس کو دے کر فرمایا کہ ایک درہم سے سامان خورد و نوش خریدو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ تعمیل ارشاد میں کلہاڑی لے کر حاضر ہوا تو آپ نے اس میں اپنے دستِ مبارک سے لکڑی کا دستہ ڈالا۔ اور اس سے فرمایا۔ کہ جاؤ اور لکڑیاں جمع کر کے بیچو۔ اور پندرہ دن تک میں تم کو نہ دیکھوں۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں لاکر بیچنے لگا۔ پھر ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اُس کے پاس دس درہم تھے۔ اس نے اس رقم میں سے کچھ تو کپڑا خریدا اور کچھ کھانے کی چیزیں۔ پھر اُس سے آپ نے فرمایا یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ تو مانگتا پھرے۔ اور قیامت کے دن بُرے چہرے پر سوال کا داغ لے کر آئے۔ ایک اور ارشاد میں آپ نے فرمایا اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اُوپر کا ہاتھ خرچ کرنے اور دینے والا ہاتھ ہے۔ اور نیچے کا ہاتھ سائل کا ہاتھ ہے۔ ایک اور ارشاد میں آپ نے فرمایا جو شخص میرے ساتھ اس کا عہد کرے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا۔ اس کے لئے میں جنّت کا ضامن ہو جاؤں گا۔

اس صاف اور واضح تعلیم پر اگر مسلمان عمل پیرا ہوتے تو ساری اسلامی دنیا میں ایک بھی سائل نظر نہ آتا۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے اس تعلیم کو چھوڑ دیا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان قوم میں جتنے گداگر اور بھکاری ہیں دُنیا کی کسی قوم میں آپ کو اتنے گداگر نہ ملیں گے مسلمانوں کی ذلّت کے اسباب میں سے ایک سبب گداگری کی لعنت بھی ہے۔

چند دن ہوئے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومت مغربی پاکستان گداگری کے خلاف ایک قانون بنانے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ ہمیں اس خبر کو پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ ہماری رائے میں یہ قانون اگست ۱۹۴۷ء میں ہی جاری ہونا چاہیئے تھا۔ گیارہ سال کے بعد بھی اگر یہ قانون جاری کر دیا جائے۔ تو ہم سمجھیں گے کہ یہ ہماری حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اوّل تو موجودہ برسرِ اقتدار طبقہ سے امید ہی نہیں کہ وہ معاشرہ کی بہبودی کے لئے کوئی اچھا کام کر سکے۔ اگر مجبوراً کرنا ہی پڑا تو اس کو چلانے کی ان میں نہ اہلیت ہے اور نہ جرأت۔

گداگری کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپاہج اور لولے لنگڑوں کے قیام و طعام کا بندوبست کیا جائے۔ بیروزگاری کو بھی دُور کرنے کی ضرورت ہوگی۔ تب جاکر گداگری رُکے گی۔ ہماری رائے میں یہ دونوں مسائل موجودہ حکومت کے بس کا روگ نہیں۔ یہ لوگ تو پروپیگنڈا کے قائل ہیں۔ اخبارات میں بیانات شائع کرا دیئے۔ اور سمجھ لیا کہ ہم نے بڑا کارنامہ سرانجام دے لیا۔

بہرحال ہم گداگری کی روک تھام کے لئے جو عملی اقدام کیا جائے گا اس کی تائید کریں گے۔ تاکہ مسلمانوں کے ماتھے سے یہ کلنک کا ٹیکہ دُور ہو جائے

سیلاب یا عذاب الٰہی

تقسیم مُلک سے پہلے بھی ہندو پاکستان کے دریاؤں میں طغیانی آیا کرتی تھی۔ مویشی اور انسانی جانوں کا نقصان بھی ہوتا تھا۔ املاک اور فصلوں کی تباہی بھی ہوتی تھی۔ ۱۹۲۴ء میں دریائے جمنا میں زبردست طغیانی آئی تھی۔ دہلی اور غازی آباد کے درمیان ریلوے لائن اور سڑکیں ٹوٹ گئیں۔ آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ کئی دن بعد کشتیوں کے ذریعہ آمد و رفت شروع ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں دریائے راوی میں طغیانی آئی۔ تو لوگ یہ کہنے لگے کہ ایسی طغیانی اس سے پہلے کبھی نہ آئی تھی۔ اس کے باوجود دریا کا پانی منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور تک آیا تھا۔ اور وہ بھی صرف ٹخنوں تک تھا۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد تو ہر سال سیلاب آنے لگے ہیں۔ ان سیلابوں نے تو مندرجہ بالا طغیانیوں کی یاد کو دلوں سے محو کر دیا۔ ہر سال سینکڑوں مویشی اور انسانی جانیں ہلاک ہوتی ہیں۔ املاک اور فصلوں کی تباہی کا اندازہ تو لاکھوں روپیہ تک پہنچ جاتا ہے

ہر کام کے کچھ ظاہری اور کچھ باطنی اسباب ہوتے ہیں۔ سیلاب کے بھی ظاہری اور باطنی اسباب ہیں۔ اس کے ظاہری اسباب تو یہ ہیں۔ کہ دریاؤں کے طاس میں موسلا دھار بارش ہوئی جس سے دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہوگئی۔ بند ٹوٹ گئے۔ اور سیلاب آگیا۔ ان اسباب کا تو علاج بآسانی ہو سکتا ہے۔ حکومت کا مقرر کردہ سیلاب کمیشن اور فلڈ کمشنر بندوں کی مرمت۔ یہ سب ظاہری اسباب

باقی صفحہ ۱۱ پر

دُعا بحضورِ کبریا جلّ شانہٗ

(از جناب ابوالحسن صاحب قاسمی ناظم انجمن خدّام ملّت عیدگاہ روڈ ملتان شہر)



خُدایا آرزو ہے یہ ہماری ‌ ‌ دِلوں میں حُبِّ قرآں پھر نو بھر دے
جہالت کو مِٹا دے میرے مولیٰ ‌ ‌ علومِ دین کو پھر عام کر دے
ہماری چشمِ ظاہر بیں ہے ناقص ‌ ‌ حقیقت کے لئے دل کو نظر دے
عقابی رُوح میری کہہ رہی ہے ‌ ‌ کہ اڑنے کو خدایا بال و پر دے
شبِ تاریک میں ہے زندگی کیا ‌ ‌ مِرے مولیٰ مِری شب کو سحر دے
رہے ہر دم درخشاں نجمِ عزت ‌ ‌ اور اس کے نور کو نورِ قمر دے
ہے بحرِ علم کا ساحل بہت دُور ‌ ‌ ہمیں ساحل رسا کوئی خضر دے

دُعائے قاسمی ہے میرے مولیٰ
ہماری آرزوؤں میں اثر دے



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ راگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دو حصے

(۱) تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا مرتبہ بلند ہے

(۲) بُلند ہونے کا سبب

اعلان الٰہی

(کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ مِنۡہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَاَکۡثَرُہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ)

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے۔ تو اُن کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں۔ اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

اس ایک ہی آیت میں دونوں حصے واضح ہیں

پہلا

(کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ) یہ اعلان فرمایا۔ کہ جتنی اُمتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دُنیا میں پیدا کی گئی تھیں۔ ان سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بہتر ہے۔

دُوسرا

اس بہتری کا سبب امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (بُرائی سے روکنا) ہے۔

مسلمانوں کے حق میں خدائی فیصلہ

مذکور الصدر آیت کا شانِ نزول یہ ہے۔ (اِنَّ مَالِکَ بۡنَ الصَّیۡفِ وَوَہۡبَ بۡنَ یَہُوۡدَا الۡیَہُوۡدِیَّیۡنِ قَالَا لِعَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍ وَاُبَیِّ بۡنِ کَعۡبٍ وَمُعَاذِ بۡنِ جَبَلٍ وَسَالِمٍ مَوۡلٰی حُذَیۡفَۃَ نَحۡنُ اَفۡضَلُ مِنۡکُمۡ وَدِیۡنُنَا خَیۡرٌ مِّنۡ دِیۡنِکُمُ الَّذِیۡ تَدۡعُوۡنَنَا اِلَیۡہِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ ہٰذِہِ الۡاٰیَۃَ)

تفسیر خازن جلد اول ص ۳۳۷ مطبوعہ مصر

ترجمہ۔ تحقیق مالک بن صیف اور وہب بن یہودا جو دونوں یہودی تھے۔ دونوں نے عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم حذیفہ کے غلام سے کہا۔ کہ ہم تم سے افضل ہیں۔ اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔ جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کی اُمت بہترین اُمت کب سے ہے

اس میں چند اقوال ہیں

جو تفسیر خازن سے منقول ہیں

پہلا۔ کُنۡتُمۡ فِیۡ عِلۡمِ اللّٰہِ خَیۡرَ اُمَّۃٍ۔

ترجمہ۔ (اے مسلمان) اللہ کے علم میں تم بہترین اُمت تھے۔

دوسرا۔ کنتم مذکورین فی الامم الماضیۃ بانکم خیر امۃ

ترجمہ۔ گزشتہ اُمتوں میں تمہارا چرچا تھا کہ تم بہترین اُمت ہوگے۔

تیسرا۔ کنتم فی اللوح المحفوظ موصوفین بانکم خیر امۃ۔

ترجمہ۔ لوح محفوظ میں تمہیں بہترین اُمت کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

چوتھا۔ کنتم منذ اٰمنتم خیر امۃ۔

ترجمہ۔ جب سے تم ایمان لائے ہو۔ اس وقت سے تم بہترین امت چلے آرہے ہو۔

پانچواں۔ انہ یقال لھم عند دخول الجنۃ کنتم فی دنیا کم خیر امۃ

ترجمہ۔ حضور انور کی امت کو بہشت میں داخل ہونے کے وقت کہا جائے گا "تم لوگ دُنیا میں سب سے بہتر اُمت تھے۔ (اس لئے تمہارے چہرے بھی روشن ہیں۔ اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کئے گئے ہو۔)

ایک اور ثبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام امتوں سے بہتر ہونے کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو۔

(وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا) الآیہ۔ سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ پارہ ۲

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ اُمت بنایا۔ تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو۔ اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا۔ تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت اور صداقت کی گواہی دیں۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ کہ جب پہلی اُمتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوی کی تکذیب کریں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ ہم کو تو کسی نے بھی دُنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپ کی اُمت انبیاءؑ کے دعوے کی صداقت پر گواہی دیگی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں۔ ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہونگے۔

اس وقت وہ اُمتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا - نہ ہم کو دیکھا- پھر گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے - اس وقت آپ کی اُمت جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہُوا- اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں-

بلند ہونے کا سبب

میرے تجویز کردہ عنوان میں دو حصّے تھے - پہلے حصّہ کے متعلق جو تفصیل تھی آپ سُن چکے ہیں - دوسرے حصہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ آپ مذکورۃ الصدر آیت میں غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضورِ انورؐ کی اُمت کو خیر اُمتہ کا لقب عطا ہونے کا سبب بھی اس آیت میں مذکور ہے - اور وہ امر بالمعروف (نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (بُرے کاموں سے روکنا) ہے

لہٰذا

اگر کسی مرد یا عورت کو خیر اُمتہ میں داخل ہونے کی خواہش ہے تو اس کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی اصطلاح میں جو چیزیں معروف یا منکر ہیں ان کا علم حاصل کرے اس کے بعد پہلے خود ان چیزوں پر عامل ہو - اس کے بعد دوسرے مسلمان مردوں یا عورتوں کو تلقین کرے - جو شخص خود عمل نہ کرے اور دوسروں کو تلقین کرے - وہ اللہ تعالےٰ کے اس عتاب کی زد میں آتا ہے -

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

سورہ البقرہ رکوع ۵ پارہ ۱

ترجمہ - کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو - اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو - حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو -

یہودیوں کے علماء کا مرض

اس آیت میں در اصل یہود کے بعض علماء کی حالت بیان کی گئی ہے - کہ لوگوں سے وہ کہتے تھے - کہ اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہیں ہوتے تھے - لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ یہود کی بُری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے - تاکہ کہیں ان کی طرح یہ بھی دربارِ الٰہی سے مردود نہ ہو جائے اَللّٰھم لاتجعلنا منھم -

حضورِ انورؐ کے اپنی اُمت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارشادات

پہلا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - جو شخص تم میں سے کوئی نا جائز کام دیکھے - تو اسے چاہیئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے دُور کر دے - پس اگر ہاتھ سے دُور نہیں کر سکتا - تو اپنی زبان سے دُور کر دے پس اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے - تو اپنے دل میں اسے بُرا سمجھے - اور یہ سب سے زیادہ کمزور درجہ ایمان کا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان نا جائز کام ہوتا دیکھے اس کا فرض ہے کہ اس سے ہٹانے کی کوشش کرے - اگر ہاتھ سے دُور کر سکتا ہے تو ہاتھ سے دُور کرے - مثلاً کسی شخص کا بیٹا جُوا کھیل رہا تھا - اسے دو تھپڑ مارے اور جوئے بازوں کی مجلس سے اُٹھا کر لے جائے - اور اگر سارے جوئے باز ایسے ہی ہیں کہ ان میں ان کا اپنا بیٹا یا عزیز کوئی نہیں تو پھر ان لوگوں کو زبان سے سمجھائے کہ جُوا کھیلنا بہت ہی بُری چیز ہے - اس سے آدمی اچھے کاموں کے کرنے سے رہ جاتا ہے - نیک اور حلال کی کمائی کرنے سے رہ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اگر وہ جوئے باز ایسے غنڈے ہیں کہ اس سمجھانے والے کو ماں بہن کی گالیاں دینا شروع کر دینگے - تو پھر چپکے سے چلا جائے - اور دل میں اس کام کو بُرا سمجھے -

دوسرا

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ - متفق علیہ -

ترجمہ - اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا - پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا - پھر اُس کی آنتیں آگ میں باہر نکل آئیں گی - پھر اپنی آنتوں کے گرداگرد چکّر کاٹے گا - جس طرح گدھا اپنی چکّی کے گرداگرد گھوم کر آٹا پیستا ہے - پھر دوزخی اس کے پاس اکٹھے ہو جائینگے - پھر کہیں گے - اے فلاں تیرا کیا حال ہے - کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور (کیا) تو ہمیں بُرائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا - کہے گا - مَیں تمہیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا اور مَیں خود (وہ نیکی) نہیں کیا کرتا تھا - اور مَیں تمہیں بُرے کاموں سے روکا کرتا تھا - اور مَیں خود وُہی کام کیا کرتا تھا -

حاصل

یہ ہے - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جس کام کو بُرا سمجھ کر دوسروں کو منع کرتا ہے - وہ خود بھی نہ کرے - اور جس کام کو اچھا سمجھ کر دوسروں کو کرنے کا مشورہ دیتا ہے وہ خود بھی کرے - ورنہ یہی نتیجہ نکلے گا جو حضورؐ نے فرمایا ہے -

تیسرا

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رواہ الترمذی

ترجمہ - حذیفہؓ سے روایت ہے - تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس خدا

کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور ضرور تم نیکی کا حکم کرو۔ اور البتہ ضرور ضرور تم بُرے کام سے منع کرو۔ یا البتہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب اپنے ہاں سے بھیجے۔ پھر تم اس سے البتہ دُعا کروگے۔ اور تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ہو۔ اس کا فرض ہے کہ جس نیکی کا اسے علم ہے وہ دوسروں کو بتلائے۔ تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ اور لوگوں میں جو بُرائی دیکھے اس سے منع کرے۔ ورنہ گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آگیا تو پھر دُعا بھی قبول نہیں ہوگی اس اعلان سے معلوم ہُوا کہ گنہگار پر غضب الٰہی کا ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے۔ کہ پھر دُعا بھی کرے تو قبول نہیں ہوتی۔

چوتھا

عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَةُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِیَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ عُرس بن عمیرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کسی جگہ (کوئی) گناہ کیا جائے جو شخص وہاں موجود تھا پس اس نے اس گناہ کو ناپسند کیا وہ اس شخص جیسا ہے جو وہاں تھا ہی نہیں اور جو شخص اس گناہ کے وقت وہاں موجود نہیں تھا پس اس گناہ کو اس نے پسند کیا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں موجود تھا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر کہیں کوئی کام اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہو۔ ایک شخص اس موقع پہ تو موجود نہیں ہے۔ مگر وہ اس کام کو پسند کر رہا ہے۔ تو گویا وہ بھی اس میں شامل ہی سمجھا جائیگا۔ مثلاً ایک جگہ بازاری عورت گانا گا رہی ہے۔ اور ایک دیندار آدمی کے گھر کے پاس وہ مجرئی ہو رہا ہے۔ اب وہ اللہ تعالےٰ کا نیک بندہ دل میں کُڑھ رہا ہے۔ مگر کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اس بازاری عورت کی پوری آواز اس کے کان میں پہنچ رہی ہے۔ یہ شخص ہرگز گنہگار نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس بازاری عورت کا گانا رات بھر اس کے کان میں پڑتا رہا۔ اور اسی سبب سے اسے نیند بھی نہیں آئی۔ ایک دوسرا شخص فرض کر لیجئے۔ کہ اس جگہ موجود نہیں تھا۔ مگر وہ بازاری عورت کے رات بھر گانے اور ناچنے کو پسند کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے۔ بہت ہی اچھا ہُوا۔ کہ میرے بھتیجے یا بھانجے کی شادی پر ساری رات اس بازاری عورت کا راگ گانا اور ناچنا ہوتا رہا۔ کاش میں بھی موجود ہوتا تو اس مجلس کی شرکت سے لطف اُٹھاتا اگرچہ یہ شخص اس گناہ کی مجلس میں شامل نہیں تھا۔ مگر یہ بھی اس مجلس کی پسندیدگی کے باعث شرعاً گنہگار ہوگا۔

(عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَّكُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهٗ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَّسِیَهٗ وَكَانَ فِیْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِیْهَا فَنَاظِرٌ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَكَرَ اِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدْرَ اَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّةِ یُغْرَزُ لِوَاءُهٗ عِنْدَ اِسْتِهٖ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِّنْكُمْ هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنْ رَّاٰی مُنْكَرًا اَنْ یُّغَیِّرَهٗ فَبَكٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ وَقَالَ قَدْ رَاَیْنَاهُ فَمَنَعَتْنَا هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ نَّتَكَلَّمَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی فَمِنْهُمْ مَّنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَّیَحْیٰی مُؤْمِنًا وَّیَمُوْتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُكُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ بَطِیْءَ الْغَضَبِ سَرِیْعَ الْفَیْءِ وَشِرَارُكُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ سَرِیْعَ الْغَضَبِ بَطِیْءَ الْفَیْءِ قَالَ اتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَیْنَیْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْیَضْطَجِعْ وَلْیَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّیْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّكُوْنُ سَیِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰی وَخِیَارُكُمْ مَّنْ اِذَا كَانَ عَلَیْهِ الدَّیْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَّنْ اِذَا كَانَ عَلَیْهِ الدَّیْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ حَتّٰی اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رُءُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِیْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا فِیْمَا مَضٰی مِنْهَا اِلَّا كَمَا بَقِیَ مِنْ یَّوْمِكُمْ هٰذَا فِیْمَا مَضٰی مِنْهُ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے ایسے حال میں کہ نمازِ عصر کے بعد خطبہ دینے والے تھے۔ پھر آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جو قیامت کے آنے تک ہونے والی تھی۔ مگر اس کا ذکر فرما دیا۔ اس (وعظ) کو یاد رکھا۔ جس نے یاد رکھا۔ اور (اس وعظ کو) بُھلا دیا۔ جس نے کہ اس کو بُھلا دیا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ اس میں یہ بات بھی تھی بیشک دُنیا میٹھی ہے۔ سبز ہے۔ اور بیشک اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے۔ پھر دیکھنے والا ہوگا تم کس طرح کرتے ہو۔ خبردار پھر دُنیا سے بچو۔ اور عورتوں (کے مکر) سے بچو۔ اور آپ نے فرمایا۔ ہر ایک غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ اس کی غدر کی مقدار کے مناسب۔ جس قدر کہ دُنیا میں غدر (خیانت) کی ہوگی۔ اور عام مسلمانوں کے حاکم کے غدر سے بڑھ کر اور کوئی غدر بڑا نہیں ہوسکتا۔ اس کے غدر کا جھنڈا اس کے چوتڑوں کے درمیان گاڑا جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ اور تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف اس بات سے ہرگز نہ روکے۔ کہ حق کہے۔ جب جان لے (کہ حق کہہ دینا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اگر کوئی بُرا کام دیکھے (تو نہ رکے) اس بات سے کہ اسے تبدیل کردے۔ پھر ابو سعید روئے۔ اور کہا۔ تحقیق ہم نے اس منکر (ناپسندیدہ کام) پھر ہمیں لوگوں کی ہیبت نے اس بات سے روک دیا۔ کہ اس معاملہ میں (ان سے) کچھ کہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ خبردار۔ انسان مختلف مختلف طبقوں کے پیدا کئے گئے ہیں بعض ان میں مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن ہی زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندگی میں بھی کافر ہی رہتے ہیں۔ اور کافر ہی (رہتے ہوئے) مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن

(رہتے ہوئے) زندہ رہتے ہیں۔ اور کافر ہوکر مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندہ بھی کافر ہی ہیں۔ اور مرتے وقت مومن ہوتے ہیں۔ (راوی نے) کہا۔ اور آپ نے غصّے کا ذکر فرمایا۔ پھر (فرمایا) بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جلدی غصّے ہو جانے والے ہوتے ہیں اور جلدی ہی راضی ہو جانے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی ایک حالت دوسری کے برابر رہی۔ اور بعض ان میں سے دیر سے غصّے ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور دیر ہی سے راضی ہونے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بہترین آدمی تم میں سے وہ ہے جو دیر سے غصّے ہونے والا ہو اور جلدی راضی ہونے والا ہو۔ اور تم میں سے بُرا آدمی وہ ہے جو جلدی غصّے ہو جانے والا ہو۔ اور دیر سے راضی ہونے والا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ غصّے سے بچو۔ پس تحقیق وہ (غصّہ) آدمی کے دل پر ایک (آگ کی) چنگاری ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اس کے گلے کی رگوں کے پھول جانے کو۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے سُرخ ہو جانے کو۔ پس جو شخص اس (غصّے) میں سے کوئی چیز محسوس کرے۔ پس اسے چاہیئے کہ لیٹ جائے۔ اور زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔ راوی نے کہا۔ آپ نے قرض کے متعلق بھی ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا۔ بعض تم میں سے وہ ہیں۔ جو (قرض) اچھّا ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جب اس نے کسی سے لینا ہو۔ تو (قرض واپس لینے کے لئے) فحش سے کام لیتا ہے۔ (مثلاً گالیاں نکالنا) پھر اس کی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو (قرض) ادا کرنے میں بُرے ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کا کسی پر قرض ہو تو عمدہ طریقہ سے طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اس شخص کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے کہ جب اس پر قرض ہو تو اچھے طریقہ سے ادا کرے۔ اور جب اس سے کسی نے (قرض واپس) لینا ہو تو عمدہ طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں سے بُرا وہ آدمی ہے۔ جب اس کے ذمہ قرض ہو تو بُرے طریقہ سے ادا کرے۔ اور اگر کسی سے قرض واپس لینا ہو۔ تو طلب کرنے میں فحش کلامی سے کام لے (آپ نے واقعات کو نماز عصر کے بعد اتنی دیر تک بیان فرمایا) یہاں تک کہ سورج کھجور کے درختوں سر پہ آگیا (یعنی غروب ہونے کے قریب ہوگیا) اور دیواروں کے کنارے پر آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا خبردار تحقیق شان یہ ہے۔ دُنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ باقی نہیں رہا۔ مگر جتنا کہ تمہارے آج کے دن میں سے اس وقت باقی ہے۔

حاصل

اس لمبی حدیث شریف میں تمام بنی نوع انسان کے حالات پر ایک عجیب غریب تبصرہ ہے۔ جو پیغمبر خُدا ہی باطلاع الٰہی بیان فرما سکتے ہیں۔ اور کسی کو کیا مجال ہے کہ تمام انسانوں کی پیدائش۔ زندگی اور موت کے مختلف الانواع حالات پر تبصرہ کر سکے۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ آپ کے ارشادات کو وحی الٰہی (خفی سمجھ کر (یعنی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے دل میں القا کی گئی ہے) ایمان لائے۔ میں اپنے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے فقط مسئلہ تبلیغ کے متعلق جو اس میں ایک دو فقرے ہیں ان کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ارشاد ہُوا ہے۔ کہ "تم میں سے کسی کو لوگوں کی ہیبت (خوف) حق بات کہنے سے نہ روکے"

اور یہ حکم عام ہے

کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جب دیکھے کہ حق کی مخالفت ہو رہی ہے۔ تو حق بات کہہ دے۔ بعض مجمعے لوگوں کے ہونگے۔ وہاں حق بات کہہ دینا مردوں کا فرض ہے۔ اور بعض مجمعے عورتوں کے ہوں گے۔ وہاں حق پرست عورتوں کا فرض ہے کہ اس مجمع میں حق بات کہدیں۔ تاکہ دین کی تبلیغ ہو جائے۔ قیامت کے دن جب ان پر گناہوں کی گرفت ہو تو بے دین لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرا پیغام تیرے کسی بندے نے ہمیں تو پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے

انسان سوائے کسی معلم کی تعلیم کے اپنے لئے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) نہیں بنا سکتا۔ جو اس کے لئے دُنیا میں بھی مفید ہو۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کے حق میں اچھے نتائج پیدا کرے اور قیامت کے دن بھی اسے کامیاب بنا دے۔ انسان کی ان تینوں قسم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر فقط اللہ تعالےٰ ہی اسے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) بنا کر دے سکتا ہے۔ جو اس کی تمام ضروریات کا بہترین حل ہو۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دور زمانہ میں انسان کے لئے بہترین نظام الاوقات (پروگرام) نازل ہوتے رہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام قسم کے نظام الاوقاتوں (پروگراموں) میں سے آج ایک بھی سطح زمین پر موجود نہیں ہے۔ آج سطح زمین پر

اللہ تعالیٰ کا فقط ایک نظام الاوقات

بصورت قرآن مجید ہے۔ باقی سطح دُنیا سے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ اور اس نظام الاوقات (قرآن مجید) کو ماننے والا فقط مسلمان ہے۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ لہٰذا اس کلمہ گو

مسلمان کا فرض ہے کہ اس قرآن مجید

کو ساری دُنیا میں پھیلائے۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر یعنی محمد رسول اللہ کو اللہ تعالےٰ نے ساری دُنیا کے لئے مبشر (خوشخبری دینے والا) اور منذر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۵)

ترجمہ۔ ہم نے آپ کو سب لوگوں کے حق میں خوشخبری دینے والا (مومنوں کو) اور ڈرانے والا (کافروں کو) بنا کر بھیجا ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت ہی اس تبلیغ حق کے

فرض کے ادا کرنے کی ذمہ دار

ہوگی۔ کیونکہ دُنیا کی کسی قوم کے پاس نہ پیغام الٰہی ہے۔ اور نہ اس کے پہنچانے کا فرض ہی ان پر عائد ہوتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت

کافی حد تک ادا کر رہی ہے

الحمدللہ علماء کرام نے مدارس عربیہ کھولے

ہوئے ہیں - جن میں علوم دین پڑھنے والے طلباء آجاتے ہیں - تعلیم دین تو علماء کرام دیتے ہیں - اور عام مسلمان ان مدارس دینیہ عربیہ میں چندہ دیتے ہیں جس سے اساتذہ کرام کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں - طلبہ کے لئے کتابیں خریدی جاتی ہیں - طلبہ کی خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات میں مسلمانوں کا وہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے - ان مدارس عربیہ کے طالب علم فارغ ہو کر کوئی مبلّغ ہو جاتا ہے - کوئی خطیب ہو جاتا ہے - کوئی مدرس ہو جاتا ہے - غرض یہی فارغ شدہ حضرات اشاعت دین اسلام کے مختلف شعبوں کو سنبھال لیتے ہیں - اور اللہ تعالےٰ ان مدارس عربیہ اسلامیہ کو آباد رکھے - اور علماء کرام کے وجودِ مسعود کو تا دیر سلامت رکھے - اور جو ان میں سے دُنیا سے جائے - اپنے قائم مقام کئی مبلّغ اسلام چھوڑ کر جائے - آمین یا الٰہ العالمین -

اسلام زندہ باد - جماعت علماء دین زندہ باد - آمین یا الٰہ العالمین +

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی -

رسُول اللہ کی اُمّت میں سے پاس ہونے والوں کے چار درجے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد - عرض یہ ہے کہ جمعرات کی شام کو ہمارا یہ اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں - تنہا ذکر کرنے میں اتنی برکت نہیں ہوتی جتنی جماعت کے ساتھ مل کرنے سے ہوتی ہے - جماعت کے ساتھ مل کر ذکر کرنے کی برکت کا ذکر ایک حدیث شریف میں آتا ہے - یہ حدیث شریف میں بارہا عرض کر چکا ہوں - ۴

۴ (۲۵ جولائی ۱۹۵۸ء کے شمارہ کی مجلس ذکر میں اس حدیث شریف کا ترجمہ پیش کیا جاچکا ہے - اس کو ملاحظہ کر لیا جائے - (مدیر)

عرض یہ ہے کہ ہم یہاں اس غرض کے لئے جمع ہوتے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق ہمارا باطن پاک ہو جائے - اگر باطن امراض رُوحانی سے پاک ہو گیا تو اللہ تعالےٰ کی رحمت ہمارے شامل حال ہوگی - اس کی صورت یہ ہوگی کہ قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - اگر امراض رُوحانی سے باطن پاک نہ ہُوا تو قبر جہنّم کا گڑھا بن جائیگی - جن کی قبر جہنم کا گڑھا بنتی ہے ان کے دو درجے ہیں -

۱ - جن کا ایمان سلامت تھا - یعنی کُفر - شرک اور نفاق اعتقادی سے جن کا سینہ صاف تھا - سینہ میں نور توحید تھا اور شرک سے سینہ پاک تھا - دل میں ایمان تھا - کفر نہ تھا - اخلاق تھا - نفاق اعتقادی نہ تھا - لیکن کسی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہو گئے - ان گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے قبر کو جہنّم کا گڑھا بنا دیا جائے گا - سزا بھگتنے کے بعد عذاب ٹل جائے گا - اور قیامت کے دن ان کو بہشت میں داخل کر دیا جائے گا -

۲ - جن کے دل میں کفر - شرک یا نفاق اعتقادی تھا ان کی قبر بھی جہنّم کا گڑھا بنے گی - قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد ان کو ابدالآباد کے لئے جہنّم میں داخل کر دیا جائیگا - میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ایسی رہنمائی کروں کہ میرا اور آپ کا باطن ایسا پاک ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ ہماری قبروں کو بہشت کا باغ بنا دیں -

امراض روحانی سے شفا یاب ہونا عذاب قبر سے بچنے کے لئے کافی نہیں ہے - اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی جتنی ذمہ داریاں ہیں سب کو اپنی استطاعت کے مطابق نبھائے - انسان سمجھتا نہیں لیکن اس کی ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہیں کہ جن کی کوئی حد نہیں - مَیں کہا کرتا ہوں کہ اگر ماں کے پیٹ میں انسان کو ان سب ذمہ داریوں کا علم ہو جاتا تو یہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا کہ اے اللہ میں باز آیا - مجھے دُنیا میں نہ ہی بھجوائیں تو بہتر ہے - اوّل تو اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا مشکل ہے وہ تب راضی ہوگا جب مخلوقِ خدا کو راضی کریں گے - مخلوقِ خُدا میں بے شمار انسانوں کے حقوق ہمارے ذمہ ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم - ابّا - امّاں - بہن - بھائی سب کو راضی کرنا پڑے گا - ابّا تب راضی ہوگا - جب اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں یعنی دادی - دادا - پھوپھی اور چچا کو راضی کریں گے - اسی طرح اماں کو راضی کرنے کے لئے نانا - نانی - ماموں اور خالہ کو راضی کرنا پڑے گا - بہن اور بھائی کو راضی کرنے کے لئے ان کی اولاد کو بھی راضی کرنا پڑے گا -

ظاہر کی صفائی تو سب کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ ظاہر کی صفائی کو نہیں دیکھتے - وہ تو دل کی صفائی کو دیکھتے ہیں - حضورؐ اس کے متعلق فرماتے ہیں -

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

(باب الریاء والسمعۃ)

ترجمہ - حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا - بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے -)

غرضیکہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے - کہ میرا اور آپ کا اندر پاک ہو جائے - سب ذمہ داریوں کو نبھانا تکلیف مالایطاق نہیں - یہ مسئلہ لاینحل بھی نہیں - صرف ایک مرکزی نقطہ کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے - اور وہ نقطہ خوفِ خدا ہے - دل میں خوفِ خدا ہو تو انسان سب کے ساتھ ٹھیک چلتا ہے -

یہ تو تمہید ہی تھی - آج میں ایک نئی بات عرض کرنا چاہتا ہوں - جس طرح آپ کے ہاں پاس ہونے والوں کے تین درجے ہیں - فرسٹ ڈویژن - سیکنڈ ڈویژن - تھرڈ ڈویژن - ہر طالب علم چاہتا ہے کہ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن میں پاس نہ ہو تو کم از کم تھرڈ ڈویژن میں تو پاس ہو جائے

اسی طرح اللہ تعالےٰ کے ہاں چار درجے ہیں - جن کا ذکر قرآن پاک میں آتا ہے - دُعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے ہر چیز اول قرآن مجید اور اس کے بعد حدیث شریف کی روشنی میں عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے - قرآن مجید کی اس آیت میں ان چار درجوں کا ذکر آتا ہے -

(وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو وہ ان کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا وہ نبی اور صدیق اور شہدا اور صالح ہیں - یہ رفیق کیسے اچھے ہیں -

انبیاء علیہم السلام فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونگے - صدیقین سیکنڈ ڈویژن - شہدآ تھرڈ ڈویژن اور صالحین فورتھ ڈویژن میں پاس ہوں گے -

یہ ہیں اللہ تعالےٰ کے چار ڈویژن - اللہ تعالےٰ حضورؐ کی اُمّت کو سبق دے رہے ہیں - کہ تم میں سے جو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہؐ کی تابعداری کریں گے ان کو ان حضرات کے ساتھ شامل کردیا جائے گا - یہ خود پیغمبر - صدیق - شہید اور صالح نہیں ہونگے - لیکن ایسے نیک ہونگے کہ ان حضرات کی معیت کا شرف پائیں گے - یہ سب رسولؐ اللہ کے اُمتی ہوں گے - فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے اور انبیاء علیہم السلام کی معیت کا شرف پانے والے وہ حضرات ہونگے جن کو نہ دولت اور نہ جائداد مطلوب تھی - ان کو فقط اللہ تعالےٰ کے بندوں کی اصلاح کی فکر تھی - وہ دن رات اسی فکر میں سرگرداں تھے - نہ اولاد یاد تھی، نہ کھانا پینا یاد تھا اور نہ آرام یاد تھا - انبیاء علیہم السلام کے اندر بھی یہی جذبہ ہوتا ہے - ان کو نہ معاوضہ کا خیال ہوتا ہے اور نہ جان کی پروا ہوتی ہے - وہ یہ اعلان فرماتے ہیں -

(وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

(سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے -

انبیاء علیہم السلام کام کیا کرتے ہیں ؟

اس کے متعلق نوحؑ جو سب سے پہلے پیغمبر ہیں - فرماتے ہیں

(قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝)

سورہ نوح رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بُلایا -

انبیاء علیہم السلام دن رات اصلاحِ خلق اللہ کا کام کرتے ہیں - اور اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات کا کفیل ایک اللہ تعالےٰ کو بناتے ہیں - ان کو دن رات اصلاح خلق اللہ کی فکر ہوتی ہے - وہ ان کو جہنّم سے بچانے کی تدابیر بتلاتے رہتے ہیں -

حضورؐ کی اُمّت کی نجات کا پروگرام ارکان خمسۂ اسلام ہے - کلمہ توحید کے بعد پانچ وقتہ نماز ادا کریں - سال میں ایک مہینہ ماہ رمضان کے روزے رکھیں - اگر اللہ تعالےٰ نے دولت دی ہے تو ہر سال پائی پائی گن کر زکوٰۃ ادا کریں اور عمر میں ایک دفعہ حج کریں - اللہ تعالےٰ کفر، شرک اور نفاقِ اعتقادی سے محفوظ رکھے - اور سینہ میں نورِ توحید بھردے - تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی - یہ ایک درجہ والوں کا میں ذکر کر رہا ہوں - یہ خود نبی نہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کی شان میں فنا ہیں -

نماز کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں مندرجہ ذیل فرمانِ شاہی جاری فرمایا تھا - جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے -

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ الحدیث رواہ مالک (باب المواقیت)

ترجمہ - حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم نماز ہے - پس جس نے محافظت کی نماز کی اور محفوظ رکھا اس کو اس نے محافظت کی اپنے دین کی اور جس نے ضائع کیا نماز کو پس وہ ضائع کرنے والا ہے بہت زیادہ اس چیز کو جو نماز کے سوا ہے -

حضرت عمرؓ کے نزدیک سب کاموں کے لئے نماز معیار ہے - اس فرمانِ شاہی کے بعد ان کا کوئی افسر بے نماز رہ سکتا تھا - مجھے یاد ہے کسی زمانہ میں دہلی سے بمبئی تک ایک میل گاڑی چلا کرتی تھی - جس میں صرف فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے ڈبے ہوتے تھے - انٹر اور تیسرا درجہ نہ تھا - لیکن ان فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے مسافروں کی معیت میں سفر کرنے والے سرونٹ بھی اسی گاڑی میں جاتے تھے - ان کے پاس ٹکٹ تھرڈ کلاس کے ہوتے تھے - یہ ہے معیت کا شرف -

سورہ النساء کی جو آیت میں نے اُوپر ذکر کی ہے اس میں کم از کم درجہ صالحین کا ہے - صالح کس کو کہتے ہیں؟ آپ پھل وہ پسند کرتے ہیں جو سالم ہو - یعنی جس میں کوئی داغ نہ ہو - مثلاً آم اگر $\frac{4}{5}$ حصہ اچھا اور $\frac{1}{5}$ حصہ سڑا ہُوا ہو تو آپ لائیں گے ؟ میرے خیال میں آپ کبھی نہیں لائیں گے - آپ کو آم سالم چاہیئے - اسی طرح صالح وہ ہے جس کا تعلق بالخالق اور تعلق بالمخلوق دونوں درست ہوں - صالح فقط پانچ وقتہ نمازی نہیں نہ فقط روزہ دار ہے - فقط زکوٰۃ دینے والا بھی نہیں - فقط حج کرنے والا نہیں - فقط تہجد گزار بھی نہیں - صالح بننے کے لئے اور کچھ بھی ضروری ہے - تعلق بالمخلوق بھی درست ہو -

گھر جاکر اس آئینہ میں مُنہ دیکھئے - کہ کس کس سے تعلق درست ہے - نفس نہیں مرتا یہ تعلق درست نہیں ہونے دیتا - بھائی اور بہن آپ سے نہیں بولتے تو آپ بھی ان سے نہیں بولتے - وہ آپ کے گھر نہیں آتے تو آپ ان کے ہاں نہیں جاتے - اور کہتے یہ ہیں کہ ہم بھی اسی باپ کے بیٹے ہیں - کیا یہ ہم سے زیادہ معزز نہیں ؟

یہ شیطانی الفاظ ہیں جو آپ کے مُنہ سے نکلتے ہیں - خوفِ خدا ہو تو ہر ایک سے اپنا اپنا معاملہ درست کرنے کی فکر ہوتی ہے - پھر انسان اس شعر پر عمل کرتا ہے ع

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو

پھر یہ سمجھتا ہے کہ وہ آئیں یا نہ آئیں ہمیں ضرور جانا چاہیئے - وہ ہمیں پوچھیں

یا نہ پوچھیں ہم ضرور پوچھیں چوتھے درجہ میں پاس ہونے کی یہ شرط ہے۔ اللہ تعالٰے کے ہاں بھلے مانس ہونے کا اور معیار ہے ۔ ہمارا اور معیار ہے ۔ جو نماز نہیں پڑھتے ہم ان کو بھی بھلے مانس اور نیک کہتے ہیں۔ ہمارے بھلے مانسوں کی اللہ تعالٰے کے ہاں کوئی قدر نہیں۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو صالح بنائے آمین یا الٰہ العالمین ۔

خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست ہو تو یہ پاس ہونے کے لئے چوتھا یعنی ادنٰے درجہ ہے۔ اللہ تعالٰے آپ کو لاتا ہے اور آپ کے عزیز و اقربا نہیں آتے ۔ آپ کی اصلاح تو ہو جانی چاہئے ۔ یہ اتمام حجت ہو رہا ہے ۔ کیا آپ کو پتہ نہیں کہ ماں اور باپ کو راضی کرنا ضروری ہے ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے ۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (رواہ ابن ماجہ)
(باب البر والصلۃ)

ترجمہ ۔ حضرت ابو امامہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ والدین کا حق اولاد پر کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں تمہاری جنت اور جہنم ہیں ۔

ماں باپ دعا دیںگے تو جنت میں جاؤ گے
وہ بد دعا دیں گے تو جہنم میں جاؤ گے ۔

میرے پاس ایک عورت آئی جس نے مجھے بتلایا کہ میرا خاوند آوارہ مزاج تھا۔ میرے چار لڑکے ہیں ۔ چاروں کو میں نے محنت مزدوری کرکے ۱۲-۱۲ و ۱۴-۱۴ جماعت تک پڑھایا ۔ بڑا لڑکا ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ لیتا تھا ۔ اب وہ بدبخت مر گیا ہے ۔ مجھے چاروں ایک پیسہ نہیں دیتے ۔ جب مانگتی ہوں تو کہتے ہیں کہ ہماری بیویوں سے لو۔ ایک دوسرا شخص ہے ۔ جس کا باپ مر گیا ہے ۔ اور وہ بڑا تعلیم یافتہ ہے ۔ ماں زندہ ہے ۔ وہ بازار سے حلوا پوری لاتا ہے ۔ دونوں میاں بیوی کھاتے ہیں ۔ ماں دیکھتی رہتی ہے ۔ اور پھر کہتا ہے خبر نہیں کیا کھاتی ہے ۔

اس قسم کے لوگ خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے ۔ میرے پاس عورتیں تعویذ لینے کے لئے آتی ہیں اور اس قسم کے واقعات سنا جاتی ہیں ۔ ماں باپ کو ستانے والوں کو نہ نماز اور نہ روزہ جہنم سے بچائیگا نہ زکوٰۃ اور نہ حج ۔ ان کے لئے میں دوزخ کا فتوٰے دے رہا ہوں ۔ اللہ تعالٰے کے بندوں کا حق پہلے ہے اور اللہ تعالٰے کا ان کے بعد ہے ۔ ماں باپ کی نافرمانی کے باعث ایسے لوگ پہلے دوزخ میں جائیں گے اور حضورؐ کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل کر آئینگے ۔ میرا فرض ہے کہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں آپ کی رہنمائی کروں ۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالٰے ہم سے کیا چاہتا ہے ۔ اگر ہم اپنی استطاعت کے مطابق مخلوق خدا کو راضی رکھنے کی کوشش کریں گے ۔ اور پھر بھی وہ راضی نہ ہونگے تو اللہ تعالٰے ان سے فرمائے گا کہ تمہاری شکایت بے جا ہے ۔ اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۔
سورہ البقرہ رکوع ۴۰ پارہ ۳

ترجمہ ۔ اللہ تعالٰے کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا ۔ مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو ۔

ایک شخص کو پچھتر روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے ۔ ۱۵ روپے ماہوار مکان کا کرایہ دے دیتا ہے ۔ باقی ساٹھ روپیہ میں چار بچے اور دو میاں بیوی نے گزارا کرنا ہے ۔ لیکن وہ اس میں سے چار روپے ماہوار ماں کو علاوہ خوراک و پوشاک کے جیب خرچ کے لئے بھی دیتا ہے ۔ پھر بھی اگر ماں ناراض ہو تو اس کا کیا قصور ہے ۔ فیصلہ تو اللہ تعالٰے نے کرنا ہے وہ جانتا ہے کہ ماں کی شکایت بیجا ہے ۔ اس لئے اللہ تعالٰے کے ہاں اس شخص کو بری الذمہ قرار دیا جائے گا ۔ ابھی مضمون باقی ہے وقت ختم ہوچکا ہے اس لئے باقی تین درجوں کے متعلق انشاء اللہ تعالٰے آئندہ جمعرات عرض کرونگا۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو صالح بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حضرت مولانا عبد المالک صاحب کی تبدیلی

ار محرم ۱۳۷۸ھ سے جناب مولانا عبد المالک صاحب ضیاء مولوی فاضل ایم اے عربی فاضل خیر المدارس صدر مدرس مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ مدرسہ مذکورہ سے مستعفی ہو کر شہر ڈیرہ غازیخاں کی مشہور مرکزی دینی درسگاہ مدرسہ قاسم العلوم میں تدریس کا کام شروع کر دیا ہے ۔ جمیع احباب و طلبہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں ۔
پتہ :- شہر ڈیرہ غازیخاں مدرسہ قاسم العلوم بلاک ۱۵ ۔ نزد کمپنی باغ

بقیہ سیلاب یا عذاب الٰہی (صفحہ ۳ سے آگے)

کے ظاہری علاج ہیں ۔ سیلاب کے کچھ باطنی اسباب بھی ہیں ۔ جن کی طرف سے پاکستان کے عوام اور حکام دونوں غافل ہیں ۔ ہماری شامت اعمال کے باعث اللہ تعالٰے ہم سے ناراض ہیں ۔ یہ سیلاب اس کے عذاب کی ایک صورت ہے ۔ ان کا علاج توبہ اور استغفار ہے ۔ ہمارا برسر اقتدار طبقہ نہ خود توبہ اور استغفار سے اللہ تعالٰے کو راضی کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور نہ عوام کو اس کی تلقین کرتا ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سیلاب ہر سال آنے لگے ہیں ۔ ظاہری علاج سیلابوں کا سد باب نہیں کر سکتے ۔ ان کی روک تھام کے لئے باطنی علاج اشد ضروری ہے ۔

ہمیں برسر اقتدار طبقہ سے اصلاح حال کی قطعاً کوئی امید نہیں اس لئے موجودہ قیادت کو بدلنے کی ضرورت ہے عام انتخابات اگر فروری میں ہوئے تو قیادت کو بدلنے کا موقعہ اس وقت قوم کو میسر آئے گا اگر اس نے اپنے ووٹ کو صحیح طریقہ سے استعمال کیا تو اس کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی ۔ ورنہ پھر وہی قوم ہوگی اور وہی سیلاب ۔ وہی ہوشربا گرانی ۔ وہی کشمیر اور نہری پانی کے مسائل ۔ وہی فحاشی کے اڈے اور وہی قتل و غارت کے واقعات ۔

تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی سعادت

ادارہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء کے شمارہ جات بغرض تعارف و اشاعت نصف قیمت پر فروخت کر دیئے جائیں ۔

اس کار خیر میں تعاون فرمانے والے حضرات کم از کم پانچ روپے دس آنے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چالیس پرچوں کا بنڈل منگوا سکتے ہیں ۔ امید ہے کہ قارئین کی اکثریت اس نادر رعایت سے استفادہ حاصل کرے گی ۔

نوٹ

یہ یاد رہے کہ پرچے مسلسل (زترتیب وار) مہیا نہ ہو سکیں گے ۔

"مینیجر"

نئے سن ہجری کا آغاز

(از جناب مولانا مائل صاحب نقوی)

جس وقت یہ مضمون ناظرین کرام کی نگاہ سے گزرے گا ہجری سن کو گزرے ہوئے کئی دن ہو چکے ہوں گے۔ لیکن بے شمار مسلمانوں کو یہ خبر بھی نہ ہوگی کہ ایک اسلامی سن ختم ہوکر دوسرا شروع ہوگیا اور اُن کا تو ذکر ہی کیا جنھیں یہ معلوم نہیں کہ یہ نیا ہجری سن ہے کونسا؟

آپ ہر سال دیکھتے ہیں کہ جب ایک عیسوی سن ختم ہوکر دوسرا شروع ہوتا ہے اُس وقت ہمارا ایک بھی اخبار یا رسالہ ایسا نہیں رہتا جس میں جانے اور آنے والے سال پر مقالے اور افتتاحئے سپرد قلم نہ کئے جاتے ہوں۔ ان میں پچھلے سال کے واقعات و حادثات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ بین الاقوامی حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ہر شعبۂ زندگی سے متعلق اپنے ملک کی رفتار ترقی و تنزل پر روشنی ڈالی جاتی ہے نئے سال کی بابت پیشینگوئیاں کی جاتی ہیں۔ ہجری سنہ بھی ہر سال آتا اور چلا جاتا ہے مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اگر شہدائے کربلا کی عزاداری اور شیعہ سُنّی فسادات کے ہنگامے نہ ہوں تو یہ پتہ بھی نہ چلے کہ اس مہینہ کا نام کیا ہے؟

دُنیا کی جتنی قومیں ہیں جس دن اُن کا نیا سال شروع ہوتا ہے اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق طرح طرح کی خوشیاں مناتی ہیں۔ آتش پرستوں کی "عید نوروز" کے ذکر سے ہمارا ادب بھی بھرا پڑا ہے۔ عیسائی دُنیا میں نئے سال کا استقبال جس تزک و احتشام سے کیا جاتا ہے سب جانتے ہیں۔ اسلام میں ابتدا ہی سے اس قسم کا کوئی رواج نہیں تھا واقعہ کربلا نے تو اور بھی مہر لگا دی۔ لیکن چونکہ تمام عالم اسلام میں ہجری سن رائج تھا۔ حکومتوں کے دفاتر سے لے کر عام مسلمانوں کے جملہ معاملات میں اسی سے کام لیا جاتا تھا اس لئے نہ صرف مسلمان بلکہ دوسری قومیں بھی اس کے دن اور تاریخ سے باخبر رہتی تھیں۔

ہندوستان میں تقریباً ایک ہزار برس تک مسلمانوں کی حکومت رہی اور سرکاری سن ہجری رہا۔ مگر ہندو قوم نے اپنا سارا کاروبار اپنے ہی سمبت پر رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج آپ کسی کوردہ میں جاکر گنوار سے گنوار ہندو مرد، عورت، بچے سے دریافت کر لیجئے۔ ہندی مہینے کے نام فر فر سنا دیگا اس کے برعکس کتنے مسلمان گریجویٹ ملیں گے جو اسلامی مہینوں کے نام گنا سکیں؟ انگریزوں کی مستقل حکومت یہاں صرف سو برس تک رہی اُنھوں نے سرکاری دفتروں میں اپنا سن رائج کر دینے کے بعد ملک میں کسی طبقہ یا فرد کو اس کا سنہ چھوڑ دینے کی ترغیب نہیں دی۔ اس مدت میں بھی دوسری قوموں نے بھی بدستور اپنا سن جاری رکھا۔ ایک مسلمان ہی تھے جو اس سے ہاتھ اٹھا بیٹھے ہندی میں ہر سال بکثرت پنچانگ شائع ہوتی ہیں ان میں ہندی سمبت ہی کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ کم و بیش یہی حال ہندی کیلنڈروں کا ہے۔ اب مسلمانوں کی جنتریاں دیکھئے۔ سو فیصدی میں عیسوی سن مقدم ہوگا۔ کیلنڈر شاذ و نادر کسی میں اسلامی تاریخیں ہوئیں بھی تو مسیحی تاریخوں کے کسی کونے میں ملیں گی۔ اب تو مسلمان بچوں کے تاریخی نام، مرنے والوں کی تاریخ وفات اور مذہبی تقریبات سے بھی ہجری سن کو خارج کیا جا رہا ہے۔

نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ خالص اسلامی تاریخیں جو مسلمان طلبہ میں اسلامی روح بیدار کرنے اور انہیں اسلام کی بتدریج معاشرتی و ثقافتی ترقیوں سے روشناس کرانے کے بلند بانگ دعووں کے ساتھ لکھی جا رہی ہیں۔ اور جن کے لکھنے والے وہ مسلمان ماہرین تعلیم ہیں۔ جو اپنے ناموں پر علوم مغربی کی بڑی بڑی ڈگریوں کا لیبل لگائے ہوئے ہیں اُن میں شروع سے آخر تک کہیں بھی اسلامی سن و تاریخ کا نشان تک نہیں ہر جگہ عیسوی سن کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اتنی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی کہ سن عیسوی کے ساتھ ہجری سن کی مطابقت ہی کر دی گئی ہو احساس کمتری اور غلامانہ ذہنیت کی اس سے گری ہوئی مثال کیا پیش کی جا سکتی ہے

قومی زندگی کی خصوصیات میں قومی سنہ کو جو اہمیت حاصل ہے بالغ نظر اصحاب سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا رواج قوم کی خودداری اور فضیلت کا روشن نشان ہوتا ہے۔ قومی سنہ کے دامن میں قوم کی ابتدا اور عہد بعہد عروج و ترقی کی روایات ہوتی ہیں۔ اپنے سن کا خیال آتے ہی افراد قوم کی آنکھوں میں قومی اقتدار کا نقشہ کھنچ جاتا ہے بعض اوقات یہ چیز اپنی خامیوں کی اصلاح اور اسلاف کے کارناموں کو از سر نو زندہ کرنے کی محرک ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر متمدن قوم نے دوسرے سنین کے ہوتے ہُوئے اپنا ہی سنہ جاری کیا۔ یہ بات قدیم سے مشہور چلی آتی ہے کہ جس قوم نے اپنا سن ترک کر دیا اُس نے اپنا آدھا وقار کھو دیا۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے خاصکر "اسلامی جمہوریہ" بن جانے کے بعد امید تھی کہ اسلامی سلطنت میں اسلامی سنہ کو اپنایا جائے گا۔ عوام چونکہ حکومت کے زیر سایہ چلتے ہیں لہٰذا یہ خیال بھی تھا کہ اس صورت سے سن ہجری خاص و عام میں رائج ہو جائیگا۔ مگر اب تک یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ جہاں اپنی تہذیب پر غیر قوموں کی تہذیب کو ترجیح دی جاتی ہو، جہاں مسلمانوں کے محترم دن کی بہ نسبت عیسائی دن کا احترام ملحوظ رکھا جاتا ہو وہاں اس قسم کی توقع، وہم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ آج کل دُنیا میں عوامی اثر و اقتدار کا سکّہ چل رہا ہے۔ کاش ہمارے ملک کی مسلم پبلک اپنے سن کے اختیار کرنے کی طرف توجہ کرے۔ یہ رجحان اہم مفید نتائج برآمد کرنے کا ضامن ہو سکتا ہے۔

عرب میں اسلام سے پہلے سنہ کا رواج نہ تھا۔ لوگ ملک کے کسی مشہور واقعہ کو لے کر اس سے مدت کا حساب لگا لیتے تھے۔ مثلاً جس سال شاہ حبش نے کعبہ پر چڑھائی کی ہے۔ واقعہ کی اہمیّت کے لحاظ سے وہ سال "عام الفیل" کے نام سے مشہور ہوگیا اور اس سال سے وقت کا شمار ہونے لگا۔ ظہورِ اسلام کے بعد مسلمانوں نے جہالت کے واقعات کو ترک کر دیا۔ ان کے بجائے وہ اسلامی واقعات کو کام میں لانے لگے۔ جس سال کوئی اہم سورۃ یا حکم نازل ہوتا یا کوئی خاص واقعہ رونما ہوتا اُس سے مدت کا شمار کرتے۔ اس طرح سالِ زلزال۔ سال براۃ۔ سال حجۃ الوداع کے نام سے دس سے زائد تاریخوں کا رواج چل پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد تک یہی صورت

باقی صفحہ ۱۵ پر

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی-اے-بی ٹی)

قسط نمبر ۵

حمید- انگریزوں نے جب سے سیاست کو مذہب سے جُدا کر دیا ہے ساری دنیا پر چھا گئے ہیں۔

عبد الرشید - اس میں کوئی شک نہیں - کہ انہوں نے پاپائے روم کے منحوس اقتدار کے خلاف پروٹسٹ Protest کیا- مارٹن لوتھر نے پادریوں کی اخلاقی گراوٹوں اور ہوسناکیوں کو اُجاگر کرکے تمام مسیحی دُنیا کے سامنے پیش کیا - مگر یہ قدم انگریزوں کو مذہب دوستی سے علیحدہ نہ کر سکا - آپ کو خبر ہے کہ مَیں نے History میں بی-اے کیا ہے - تاریخ انگلستان کا ہر واقعہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کے پیچھے مذہبی جذبہ کارفرما ہے - لوتھر کی کوششیں اگرچہ ایک نئے مذہب میں منتج ہوئیں - مگر پروٹسٹنٹ کیتھولک اور پیوریٹن فرقوں کے ماننے والوں کی مذہبی عقیدتوں میں کوئی فرق نہ آیا - ہر فرقے کے افراد نے اپنے مذہب کی اشاعت و ترویج اور حفاظت و صیانت کے لئے ہزاروں قربانیاں پیش کیں - اور جو فرقہ کبھی برسر اقتدار آیا اس نے بالمقابل فرقے کو کچل کر رکھ دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا - مَیں واقعات کا اعادہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں - کیونکہ آپ لوگ میری طرح اس حقیقت سے واقف ہیں۔

حمید - آخر مذہب کو سیاست سے کیا تعلق ہوا ؟

عبد الرشید - آپ عیسائیت کی راگنی کیوں بار بار چھیڑتے ہیں - ان کے مذہب میں رکھا ہی کیا ہے - بائبل کے ہر ایڈیشن میں ترمیم و تنسیخ اور تحریفِ لفظی و معنوی کا عمل اب تک جاری ہے - مگر مَیں یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ وہ لوگ مذہب کے نام سے بیزار ہو چکے ہیں - سُنئے - تحریک "احیائے علوم" کے موقعہ پر جب گرجوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام مائی مریم علیہا السلام اور صلیب کی جگہوں پر فلسفے اور منطق کی کتابیں لاکر رکھی گئی تھیں - تو چند دنوں کے بعد وہ لوگ جو مذہب کے نام سے قلبی اطمینان حاصل کرتے تھے انہوں نے دوبارہ فلسفے کی خشک کتابوں کو وہاں سے پرے پھینکا - اور اس جگہ شمعیں جلائیں - اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور مائی مریم علیہا السلام کی تصاویر کو سجا کر رکھا -

حمید صاحب - مَیں خوب جانتا ہوں - کہ آپ اپنے سوال کا جواب سُننے کے منتظر ہیں - لہٰذا میری نہیں - اقبال مرحوم کی فلسفیانہ زبان سے سنئے۔

حمید اور اختر - بہت خوب - مولوی صاحب - بہت خوب - اقبال مرحوم دُنیائے اسلام کا ایک بلند پایہ مفکر تھا - مولوی لوگ تو اس کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے -

عبد الرشید - اندھا کیا جانے بسنت کی بہار - بھئی اقبال مرحوم ایک مسلمان شاعر تھے - مگر علمائے ربّانی کا درجہ اُمّتِ محمدیہ میں اتنا بلند ہے کہ ہزاروں فلسفی بھی مل کر ایک عالِمِ خبیر کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے ہیں - خیر یہ دوسری بحث ہے - مَیں اقبال مرحوم کی زبان سے "دین اور سیاست" کے عنوان سے ایک نظم پیش کرتا ہوں - حضرت اقبال مرحوم شاعرِ مشرق کا یہ وہ منظوم کلام ہے - جس کو اسلامی فلسفے کا نچوڑ کہنا چاہیئے - اور پھر اس پہ ان کا الہامی طرزِ بیان ملاحظہ ہو۔

کلیسا کی بُنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں
کہ وہ سربلندی ہے یہ سربریری

حقیقت ہے کہ شاعرِ اسلام کے الفاظ فقط عیسائیت کے فرسودہ نظام مذہب کی ہی قلعی نہیں کھولتے - بلکہ تمام ادیانِ سابقہ کی خامیوں کا مختصر سا خاکہ پیش کر رہے ہیں - ہر مذہب جس کی سیاست نے ایک جداگانہ حیثیت اختیار کر لی - اس کو صفحۂ ہستی سے نابود کیا گیا - اور دوسرا مذہب کائنات کے سامنے پیش کیا گیا - کیونکہ دینِ فطرت کی جامعیت کا تقاضا ہے - کہ دین و سیاست کی شعاعیں ایک ہی منبعِ نور سے نکلیں - اور ایک ہی سطح پر جا کر پڑیں - چونکہ عیسائیت میں سلطانی اور راہبی کا جداگانہ ظہور ہو چکا تھا - لہٰذا اُس کے انجامِ بد کی طرف واضح اشارات فرماتے ہیں ؎

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری
ہُوئی دین و دولت میں جس دم جُدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری
دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دُوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری

حقیقت ہے دین و سیاست میں جہاں کہیں امتیاز رکھا جاتا ہے تو وہاں وہ لوگ برسرِ اقتدار ہوتے ہیں جن کی سرشت میں آدم دشمنی کا مادہ موجود ہوتا ہے جو سرمایہ پرستی کی پیداوار ہوتے ہیں - جن کی پرورش لاکھوں یتیموں، رانڈوں اور بیکسوں کے خون پر کی گئی ہوتی ہے - وہ سفّاک فطرت لوگ - وہ اغراض و ہوا کے بندے جو اپنی مطلب براری اور خود غرضی کی تکمیل کے لئے نادار انسانوں کے حقوق پائمال کرنے پر تُل جاتے ہیں - اور یہی لوگ عیشِ حرام کے گرویدہ - فحاشی کے رسیا اور ہر لحاظ سے اوباش منش ہوتے ہیں - اور جب ان لوگوں کی ارباب بست و کشاد میں کثرت ہو جاتی ہے - تو پھر ملک و دین کا خدا حافظ - ملک میں چار سو باطل و عصیاں کی تاریکیاں چھا جاتی ہیں - آسمانی نور کہیں سمندروں کی تہوں میں جا چھپتا ہے - تمام بستیوں پر شیطانی نظام مسلّط ہو جاتا ہے - تہذیب و تمدن کے اصول بدل جاتے ہیں - رسوماتِ قبیحہ کو مذہب کا نام دیا جاتا ہے اور ساری کی قوم احکامِ خداوندی سے باغی و طاغی نظر آتی ہے -

حمید - یہ سب کچھ صحیح ہے - مگر اسلام کا

اس بارے میں امتیازی نشان کیا ہے؟

عبدالرشید - عالیجاہ! میں اسی طرف رجوع کر رہا ہوں - اور یہی چیز پیش کرنے والا ہوں - کہ ساری کائنات میں فقط دینِ مصطفوی ہی ایک ایسا دین ہے جس کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم ایک وقت میں بے مثل امام بھی ہیں اور بے بدل سپہ سالار بھی - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حجرے میں کثرتِ قیام سے جس عبدِ اکبرؐ کے مبارک قدموں پر ورم پڑھجاتا تھا وہی دن کے وقت عرب کی چلچلاتی دھوپ کے نیچے میدانِ جنگ میں سپہ سالار کے فرائض ادا کرتا تھا - وفود سے ملاقات - معاہدات کی توثیق - گھوڑ دوڑ اور تیراندازی کے انتظامات - رانڈوں اور یتیموں کی پاسبانی اور خدمت - اصحابِ صُفّہ کی دلجوئی و تعلیم - اصحابہ کرام کی ہدایت اور تزکیہ قلوب کا شبانہ روز فریضہ - ازواجِ مطہرات کے ساتھ متاہلانہ زندگی کے مربیانہ لمحات - قضیایت کے فیصلے - سرایا و غزوات کی ہر وقت تیاریاں اور ساری دنیا کو پیغامِ رشد و ہدایت کی ذمہ داریاں - فقط ایک ذاتِ مقدّس تھا - اور ایک ہی پیکرِ رحمت تھا - جس کے وجودِ با برکات سے شاہی درویشی حکمرانی و خدمت اور زندگی کے تمام تر آداب و فرائض کی تکمیل کا کام وابستہ تھا - اور اس حد تک مکمل و اکمل تھا - اور اس کا معیارِ قدسی اس قدر بلند تھا کہ قیامت تک اس حیاتِ طیّبہ کے ہر لمحہ کو ہی ہر شعبہ میں اسوۂ حسنہ بننا مقصود تھا -

مسعود - مرحبا - مولانا مرحبا -

عبدالرشید - ساری دنیا کے مذاہب اسی جامعیت سے قاصر ہیں - اور اس وجہ سے شاعرِ اسلام نے اس امتیازی حقیقت کو اپنی مذکورہ نظم میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے - ؎

یہ اعجاز ہے ایک صحرانشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

اختر - مسعود - حمید - جزاک اللہ - مولانا صاحب - ہمیں آج ہی معلوم ہوا - کہ اسلام کی آفاق گیر حقیقتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام انسانی زندگی کا ایک بے مثل نمونہ رکھتا ہے اور پیغمبرِ اسلام کی حیاتِ مطہرہ بشیری اور نذیری کے انوار کا ایک مشترکہ مرقع ہے -

جاوید - سعید - آپ کیوں چپ ہیں -

سعید - ہماری یہاں دال نہیں گلتی - یہ مولویانہ کج بحثی ہے - ہم کو ان باتوں میں دلچسپی نہیں ہے - میں تو منتظر ہوں کہ تاش کی بازی لگائیں

عبدالرشید (خاموش رہتا ہے) ہوں ہُوں -

جاوید - اقبال مرحوم کے شیدائیوں کے سامنے ایک دو شعر پیش کرنے کی ضرورت ہے - پھر جو چاہو منوالو - اسلام ہو یا عیسائیت یا ان کے مختلف فرقے ہوں - تمام جگہ خامیاں موجود ہیں - کیونکہ مرورِ ایام سے زندگی کی ضروریات بدلتی رہتی ہیں - اور مذہب کے دقیانوسی اصول اس تبدیلی کے متحمل نہیں ہوتے - لہٰذا اُن کی حیثیت اس موقعہ پر *Null and Void* متروک العمل احکام کی رہ جاتی ہے -

عبدالرشید - آپ کا یہ فارمولا اسلام پر ہرگز ہرگز صادق نہیں آسکتا - اسلام ایک بے بدل حقیقت پیش کرتا ہے - اس پر ادوارِ حیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا - آپ میرے دوستوں کو اقبال پرستی کا طعنہ دینے لگ گئے ہیں - لیکن میں تو ان کے الہامی اشعار ضرور پیش کروں گا - یہ اسلام کی جاودانی بہار کے متعلق ارشاد ؎

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

حاضرین - خوب - بہت خوب -

عبدالرشید - دوسری جگہ اسلام کی پختہ اساسی کا بیان سُنیے - ؎

زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آراست
من از حرم نگذشتم کہ پختہ بنیاد است

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں - ؎

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبّیری
بدلتے رہتے ہیں آدابِ کوفی و شامی

مسعود - آفرین مولوی صاحب - صد ہزار آفرین - آپ ہی اقبال مرحوم کی اصلی تصویر پیش کرسکتے ہیں -

جاوید - واہ - واہ - میں اگرچہ پیش کردہ حقائق کا انکار نہیں کرتا ہوں - مگر میری زندگی میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا ہوگا - کہ میں نے چند اشعار سُن کر کسی نظریہ سے توبہ کر لی ہو - آئیے اسلام کی تعزیرات پر غور کیجئے - رجم (سنگسار کرنا) قطع ید - خاوند کا عورت پر ظالمانہ تسلّط - اور اسی طرح کی چند ایک اور چیزیں لازماً بدوی تہذیب و تمدّن کی یادگاریں ہیں - اس روشنی کے زمانے میں ایسی وحشیانہ سزاؤں کی ترویج اسلام جیسے عالمگیر مذہب پر بدنما دھبّہ ہے - اگر ایسی چیزیں اسلام میں نہ ہوں - تو پڑھی لکھی دُنیا بھی اس کی گرویدہ ہو جائے -

عبدالرشید - ذہنی افلاس کی زندہ تصویر! خدا جانے وہ کونسا جاہل ممتحن ہوگا - جس نے آپ جیسے لوگوں کو پاس کر دیا - فقط ایک سوال کا جواب دیجئے - کیا آپ نے کبھی قرآن کا مطالعہ کیا ہے؟

جاوید - میں کوئی مُلّا ہوں - ہمیں اپنے نصاب کی کتابوں سے فرصت ہی کب ملتی ہے - کہ ہم مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتے پھریں -

عبدالرشید - کس برتے پر تتّا پانی! اگر آپ نے قرآن مجید کا بذاتِ خود کبھی مطالعہ نہیں کیا - تو آپ کو قرآنی دفعات کے متعلق ظالمانہ اور وحشیانہ ریمارکس دینے کا کیسے حق پہنچتا ہے؟ پہلی جماعت کا قاعدہ جس میں ابجد کی ہیر پھیر سے الفاظ کی بناوٹ کا شعور دلانا مقصود ہوتا ہے - اگر کسی نے اس پر نظر نہ ڈالی ہو تو اس کی دانشمندی کے خلاف ہے کہ اس کو مناسب یا نامناسب کہے - تو قرآن پاک جو کلامِ الٰہی ہے - اس کو اپنے شکوک و ظنون کے پیمانوں سے ماپنا کس طرح جائز ہے -

جاوید - میں نے تعزیراتِ اسلامی کا ذکر کیا ہے - قرآن کا تو نام تک بھی نہیں لیا -

عبدالرشید - (مسکراکر) الحمدللہ آپ قرآن پر تو حملہ کرنا پسند نہیں کرتے - مگر یاد رہے - اسلام کے ہر حکم کا اصل الاصول قرآن حکیم ہی ہے - اور حدیث اس کی شرح ہے -

سعید - (آنکھ سے خالد کو اشارہ کرکے)

باقی صفحہ ۱۸ پر

رہی۔

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب اسلامی فتوحات کا سیلاب ہر طرف بڑھنے لگا اور دور دور کی قومیں زیر نگین آئیں تو مراسلات کا کام بہت بڑھ گیا۔ اور بیت المال میں وصولی و بقایا کے حسابات رکھنے پڑے۔ لیکن کاغذات میں سنہ و تاریخ کا اندراج نہ ہونے کی وجہ سے بڑی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ حضرت عمرؓ فکر کر ہی رہے تھے کہ بعض واقعات ایسے پیش آئے جو اس طرف جلد توجہ کرنے کا سبب ہو گئے۔ وہ کیا واقعات تھے اور سنہ ہجری کا آغاز کس طرح ہوا اس بارے میں کئی روایتیں ہیں۔ امام شعبیؒ کی روایت یہ ہے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے یہاں سے ہمارے پاس جو خط آتے ہیں اُن میں تاریخ نہیں ہوتی اور یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت عمرؓ نے حکومت کے محکمے قائم کئے تھے۔ اور جزیہ کے قواعد مرتب فرمائے تھے۔ مگر تاریخ کے لئے کوئی ضابطہ مقرر نہیں کیا تھا۔ آپ اس کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ لیکن آپ قدیم تاریخوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ ہجرت سے آغاز کیا جائے۔

دوسری روایت نضرۃ بن خالدؓ سے ابن حبانؒ نے نقل کی ہے۔

حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے ایک عامل آیا اس نے کہا کہ آپ اپنی تحریروں میں تاریخ نہیں لکھتے کہ فلاں بات فلاں سنہ اور مہینے میں ہوئی۔ آپ نے اور صحابہ نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لکھنا شروع کریں۔ پھر کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پھر فیصلہ کیا کہ ہجرت سے ابتدا کی جائے۔

لیکن میمونؓ بن مہران کی مندرجہ ذیل روایت کو سب مورخوں نے لیا ہے

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک کاغذ پیش ہوا۔ جس میں ماہ شعبان درج تھا آپ نے کہا کون سا شعبان مراد ہے؟ اس سال کا یا اگلے سال کا؟ پھر آپ نے اکابر صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا اب حکومت کے پاس مال کی کثرت ہو گئی ہے اور ہم اسے ایک ہی وقت میں تقسیم نہیں کر دیتے۔ ہمیں اس کا حساب رکھنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ صحابہؓ نے کہا کیا آپ اسے پسند کریں گے۔ کہ اہل فارس سے دریافت فرمائیں ان کے یہاں اس کا طریقہ موجود ہے۔ لہٰذا آپ نے ہرمزان کو بلا کر پوچھا۔ اُس نے کہا ہمارے پاس ایسا حساب ہے جسے ہم ماہ روز کہتے ہیں۔ عربی میں اسی کو مورخ بنا لیا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہُوا کہ اسلامی سن کی ابتدا کب سے کی جائے۔ آخر اس پر اتفاق ہُوا کہ ہجرت سے شروع کریں۔

اب یہ بات کہ ہجرت سے شروع کرنے کا مشورہ کس نے دیا تھا۔ یعقوبی کا بیان ہے:

اس زمانہ میں حضرت عمرؓ نے خطوں میں تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا۔ پہلے خیال تھا کہ حضورؐ کی ولادت سے آغاز کیا جائے پھر کہا کہ بعثت سے، لیکن حضرت علیؓ نے رائے دی کہ ہجرت سے لکھنا چاہیے پس ہجرت سے لکھا۔

ابو الہذیلؒ کی یہ روایت بھی درج ہے۔

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور اُن سے پوچھا کہ سن کس وقت سے شروع کیا جائے۔ اس پر حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا کہ اُس دن سے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مکّہ چھوڑا۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو ترجیح دی۔

آخر میں اس امر کی طرف اشارہ کر دینا مناسب ہو گا کہ اسلامی سنہ کے لئے حضورؐ کی ولادت، بعثت، ہجرت اور وفات کے واقعات جو سامنے آئے اُس پر ہجرت پر تمام صحابہؓ کا اتفاق کیوں ہُوا؟ یہ بحث کتب تاریخ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نبوّت کے فیض صحبت اور وحی الٰہی کی روشنی نے صحابہؓ میں وہ بصیرت پیدا کر دی تھی کہ ان کی نگاہ ہر بات کی تہ تک پہنچ کر اعلیٰ ترین مقاصد کی طرف آ جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بابت یہ کہا گیا ہے کہ بیشک یہ بات تمام دُنیا کے لئے باعث رحمت تھی لیکن اس کے ساتھ منسوب کرنے سے سن صرف تاریخ ولادت کی یادگار ہو گا بعثت کی بابت یہ خیال ہُوا کہ اس وقت سے لے کر قیام مکّہ کی ساری زندگی حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مسلسل تکلیفوں اور مصیبتوں کا زمانہ ہے اس کی یاد سے صدمہ پہنچتا رہے گا۔ وفات کا سانحہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ رنج کا سبب ہے۔ مگر ہجرت کے بعد سے مسلمانوں کی عملی قوتیں پوری شان سے برسرکار آ گئیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی فتح و نصرت کے دروازے کھل گئے۔ لہٰذا اس کی یاد دہانی مسلمانوں میں ہمیشہ اتحاد، عمل اور اولوالعزمی کی رُوح کو بیدار کرتی رہے گی۔

اولیاء اللہ کا پروگرام

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجادل)

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ترجمہ (۱) اولیاء اللہ وقت کی دولت کو بیہودہ اور جھوٹی دلفریب باتوں یا کاموں میں ضائع نہیں کرتے۔

(۲) اور وہ اپنی قیمتی زندگی کو ظاہراً لمع کی ہوئی بے فائدہ باتوں یا کاموں میں نہیں گنواتے۔

(۳) پاکیزہ کو چھوڑ کر خبیث اور نکمی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتے۔

(۴) اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی کو چھوڑ کر ان امور کی طرف مائل نہیں ہوتے جو اُس کے نزدیک مغضوب اور ناپسندیدہ ہیں۔

(۵) اور روغنی اور میٹھی لذیذ غذاؤں کی خاطر ضمیر فروشی نہیں کرتے۔

(۶) اور باریک اور زینت والے ملبوسات کی خاطر اللہ تعالےٰ کی بندگی کا سر در نہیں چھوڑتے۔

(۷) تخت شاہی (تعلقات بادشاہ) کو دنیاوی تعلقات کی آلودگیوں اور پلیدیوں سے آلودہ کرنے سے شرماتے ہیں۔

(۸) اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی حکومت میں لات و عزیٰ (معبودانِ باطل کو شریک کرنے سے شرماتے ہیں۔ میرے بھائی! یہاں صرف دین خالص کی طلب ہے۔

”خبردار خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے“ (سورہ الزمر آیت ۳)

اور ذرہ بھر بھی شرک کو جائز قرار نہیں دیتے۔

”اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔

(سورہ الزمر آیت ۶۵)

ریاست سوات میں اٹھارہ گھنٹے

مری کی عُریانی ● اسلامی تعلیم ● سوات کا تاریخی پس منظر
حضرت بادشاہ صاحب ● اسلامی قانون ● صحت افزا مقامات

از خان عبدالحمید خان ڈائریکٹر فیروز سنز لاہور

عام طور پر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ مری اور گلیات کے سوا پاکستان میں اور کوئی صحت بخش اور پُر فضا مقام نہیں۔ حالانکہ تقریباً اسی قدر فاصلے پر نوشہرہ سے صرف ۶۵ میل دُور سوات کی وہ حسین و جمیل وادی واقع ہے۔ جہاں قدرت کی تمام رعنایاں، رنگینیاں اور دل آویزیاں موجود ہیں۔ پھر چونکہ یہاں ایک اسلام پسند حکومت ہے اس لئے مری جیسی عریانی اور بے حیائی قطعاً مفقود ہے۔ دوسرے وہاں مری جیسا شور و شغف بھی نہیں لہٰذا اگر انسان دنیا کے دھندوں سے فارغ ہو کر کچھ وقت ذہنی سکون حاصل کرنا چاہے تو نظارۂ قدرت کے لئے اسے ایسی ہی خاموش اور پرسکون جگہ کا انتخاب کرنا چاہیئے۔

مری تو روز بروز پیرس بنتا جا رہا ہے شام کو چار بجے کے بعد نُسّاح عورتیں زرق برق اور بھڑکیلی پوشاکوں میں ملبوس سولہ سنگھار کئے، قدم قدم پر فتنے جگاتی، حسن و جوانی کا مظاہرہ کرتی دعوت نظارہ دیتی دکھائی دیتی ہیں۔ اکبر الہ آبادی کے یہ اشعار ان پر بالکل صادق آتے ہیں۔

زلف پیچاں میں وہ سج دھج کہ بلائیں بھی مُرید
قدرعنا میں وہ خم کہ قیامت بھی شہید
آنکھیں وہ فتنۂ دوراں کہ گنہ گار کریں
گال وہ صبح درخشاں کہ ملک پیار کریں
دل کشی چال میں ایسی کہ ستارے رُک جائیں
سرکشی ناز میں ایسی کہ گورنر جُھک جائیں
آتش حسن سے تقویٰ کو جلانے والی
بجلیاں لطف تبسم سے گرانے والی

اکثر اوباش و عیاش لوگ ان نامی گرامی خاندانوں کی خواتین کی حشر سامانیوں اور فتنہ خیزیوں کا نظارہ کرتے ہی مری جاتے ہیں جوان تو جوان بہت سے قبر میں ٹانگیں لٹکائے بوالہوس بڈھے بھی دیدہ بازی کے شوق میں بر سرِ راہ آ بیٹھتے ہیں اور ع

ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

کا نعرہ لگا کر دل کو یک گونہ تسلی دے لیتے ہیں

اسلامی تعلیم

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ زیب و زینت کو ظاہر نہ کرو نامحرموں سے آنکھیں چار نہ کرو۔ عورتیں خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے سے نہ گزریں زیور کی آواز نہ آنے پائے۔ لیکن ان باتوں کو لوگ اب داستان پارینہ سمجھتے ہیں۔ دراصل اس میں لوگوں کا بھی قصور نہیں مثل مشہور ہے۔ کہ الناس علیٰ دین ملوکھم ہمارے حاکم چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور بے حیائی و بے شرمی کی حوصلہ افزائی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں۔ (الاماشاء اللہ)

عشرہ محرم پر اب کے سورج دلقول شخصے سوا نیزے پر تھا۔ اتوار اور پیر کی چھٹیاں تھیں میں نے سوچا کہ یہ دو دن کسی پُر فضا اور ٹھنڈے مقام پر گزرنے چاہئیں۔ مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مری جانے کو جی نہ چاہا۔ اس لئے میں نے اپنے بھائی ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کو نوشہرہ ٹیلی فون کیا کہ میں آ رہا ہوں۔ سوات جانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ بھی میرے ساتھ چلیں تو وقت اچھا کٹ جائے گا۔

چنانچہ جمعہ کی رات کو لاہور سے روانہ ہو کر ہفتہ کی صبح پشاور پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب نوشہرہ سے ساتھ ہوئے تھے۔ پشاور میں ایک بجے تک دفتر کا کام دیکھا۔ اور پھر ڈیڑھ بجے کے قریب بذریعہ موٹر کار نوشہرہ واپس آئے۔ کھانے کے بعد ظہر کی نماز پڑھی اور تین بجے کے قریب بذریعہ کار سوات روانہ ہو گئے۔ نوشہرہ سے ۶۵ میل آگے جا کر مالاکنڈ ایجنسی آتی ہے۔ اس سے متصل ہی سوات کی پہلی سرحدی چوکی لنڈاکی ہے۔ اور یہیں سے وادئ سوات شروع ہو جاتی ہے۔

ہم تقریباً ۴ گھنٹے کے بعد لنڈاکی کو عبور کر کے مدین پہنچے جو سوات کا ایک نہایت ہی پر فضا مقام ہے۔ یہاں ایک پٹھان نے یورپین طرز پر ایک ہوٹل تعمیر کرایا ہے۔ جس کا نام مدین ہوٹل ہے۔ اسی ہوٹل میں قیام کیا پہلے چائے پی اور پھر دو کمرے لئے ایک کمرا، پلنگ، بستر اور کھانے سمیت چودہ روپلے یومیہ پر ملتا ہے مدین ہوٹل بلند و بالا پہاڑیوں کے آغوش میں ایک نہایت ہی دل فریب اور خوشنما وادی میں واقع ہے۔ پاس ہی شائیں شائیں کرتا ہوا دریائے سوات بہتا ہے۔ جس کی مست کن آواز لوری کا مزہ دیتی ہے۔ نو بجے شب کھانا کھا کر ہم آرام کرسیوں پر دراز ہو گئے۔ اور دریا کا نظارہ دیکھتے رہے درسک پشاور سے کئی کینیڈین اور چیکوسلوکین بھی سیر کے لئے آئے ہوئے تھے۔ رات کو ہم کمرے کے اندر سوئے لیکن کمبل یا کوئی کپڑا اوڑھے بغیر رات کو دو تین گھنٹے موسلا دھار بارش ہوئی۔ اور موسم کافی خوشگوار رہا۔ صبح سویرے ہی ہمیں اپنی سیاحت کا آغاز کرنا تھا۔

ریاست سوات کا تاریخی پس منظر

وادی سوات مغربی پاکستان کے شمال مغربی گوشے میں واقع ہے۔ ۴۰۰۰ مربع میل پر پھیلی ہوئی اس ریاست میں ساڑھے پانچ لاکھ نفوس بستے ہیں۔ ریاست کا نام دریائے سوات کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جو شمال میں وادئ کلام سے لے کر مغرب میں تھانہ تک، پوری وادی کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ قدرت کے اس جنت نظیر خطے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ حال ہی میں منگوڑہ اور اودی گرام میں مختلف مقامات کی کھدائی سے بہت سی ایسی چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ جن سے اس علاقے کی عظمت و قدامت کا پتہ چل رہا ہے۔ بدھ مذہب کے زمانہ عروج میں یہاں ایک عظیم الشان سلطنت قائم تھی۔ لوگ عام طور پر بدھ مت کے پیرو تھے۔ منگوڑہ میں مہاتما بدھ کے ساٹھ کے قریب سٹوپا برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو مورتیاں اور تصاویر نکلی ہیں۔ وہ گندھارا آرٹ کا بہترین نمونہ ہیں۔

بدھی دور میں اس علاقے کا نام "پوری بانا" تھا۔ جس کے معنی باغ ہیں۔ فتوحات سکندر کے مصنفین کے بقول اس فاتح اعظم نے ایک سال اس وادی میں گزارا۔ اور پھر یہیں سے دریائے سندھ کے کنارے پہنچا۔ موجودہ حکمران خاندان کی ابتداء ریاست کے مشہور صوفی بزرگ حضرت عبد الغفور اخوند صاحب سے ہوئی حضرت اخوند صاحب ایک ولی کامل تھے۔ آپ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہمراہ سکھوں کے خلاف جہاد میں بھی حصہ لیا۔ اس کے بعد آپ سیدو شریف (ریاست کا موجودہ صدر مقام) میں مقیم ہو گئے اس وقت پشاور پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اب وہ سوات و مالاکنڈ پر قبضہ کرنے کے لئے دندان حرص و آز تیز کر رہے تھے۔ حضرت اخوند صاحب نے پٹھان مجاہدین کا ایک لشکر جمع کیا اور ان علاقوں پر اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ انگریزوں کے ساتھ آپ کی متعدد جنگیں ہوئیں۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل آپ کابل تشریف لے گئے اور

وہاں جہاد کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کہ پیغام اجل آ پہنچا اور آپ ۱۲ر جنوری ۱۸۷۷ء کو واصل بحق ہو گئے۔

حضرت اخوند صاحب کے بعد آپ کے پوتے حضرت میاں گل گل شہزادہ عبد الودود صاحب نے جو بادشاہ صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ۱۹۱۷ء تک تمام داخلی و خارجی شورشوں اور فتنوں کو فرو کر کے سریر آرائے سلطنت ہوئے ۱۹۲۹ء میں انگریزوں نے بھی آپ کو سوات کا حکمران تسلیم کر لیا۔

حضرت بادشاہ صاحب

حضرت میاں گل گل شہزادہ سر عبد الودود کے بی آئی ایک صوفی منش اور دین دار بزرگ ہیں۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۷ سال ہے آپ نے ۴۳ سال اس وادی پر بلا شرکت غیرے حکومت کی اور اپنے دور حکمرانی میں عوامی فلاح و بہبود کی خاطر بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ پختہ سڑکیں تعمیر کروائیں۔ کالج اور سکول کھولے جگہ جگہ قلعہ نما پولیس چوکیاں قائم کیں اور انتظامیہ و عدلیہ کو شرعی اساس و اصول پر منضبط کر کے ہر طرف امن و امان قائم کیا

آپ ریاست کے مقدمات کی اپیلوں کا فیصلہ بھی خود ہی فرماتے تھے۔ مثلیں دیکھ کر محل سے باہر تشریف لے آتے جہاں فریقین مقدمہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے اور آپ ہر ایک کی نسبت وہیں حکم سناتے جاتے کہ تمہیں سزائے موت، تمہیں اتنی قید، اس کو اتنے کوڑے لگائے جائیں اور اسے رہا کر دیا جائے وغیرہ یہی طریق کار موجودہ فرمانروا کے دور حکومت میں بھی جاری ہے۔

بادشاہ صاحب کی پوری زندگی اپنوں اور بیگانوں سے نبرد آزمائی میں گزری۔ اس لئے آپ تعلیم حاصل نہ کر سکے اور اس کا آپ کو عمر بھر قلق رہا۔ اب اس عمر میں آ کر آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ کچھ تو اپنی تعلیم کے حصول کے شوق میں اور کچھ اس امر کے مد نظر کہ اپنے لخت جگر بریگیڈیر میاں گل عبد الحق جہاں زیب کو اپنے سامنے حکومت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے دیکھ سکیں۔ آپ نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو عنان حکومت ان کے حوالہ کر دی اب آپ سیدو شریف سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ایک پر فضا مقام "مرغزار" میں عزلت گزیں ہو گئے ہیں۔ اور اس عمر میں بھی صحت و توانائی کا یہ عالم ہے۔ کہ روزانہ کئی کئی میل پیدل چلتے ہیں۔ آپ کا اکثر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث کے مطالعہ میں گزرتا ہے۔ آپ کی رہائش گاہ "قصر سفید" کے پاس ہی آپ کا مزار زیر تعمیر ہے۔ آپ نے اپنی سوانحیات بھی قلمبند کرائی ہے۔ جو عنقریب اردو انگریزی میں شائع ہونے والی ہے۔

اسلامی قانون

سوات بہاولپور کی طرح ایک نیم خود مختار ریاست ہے۔ پاکستان میں اس کا ادغام مکمل طور پر نہیں ہوا ہے۔ یہاں پہلے اسلامی قانون رائج تھا۔ اور تمام دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے شرعی قوانین کی رو سے کئے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ اب تک ریاست میں ہر طرف امن و امان ہے جرائم بہت کم ہیں: اور باوجود غربت کے چوری چکاری اور قتل و غارت کی وارداتیں شاذ و نادر ہوتی ہیں۔ شہروں اور قصبوں میں دار القضاۃ قائم ہیں جہاں بغیر کسی فیس اور طلبانہ کے مقدمات کے فیصلے چٹ پٹ ہوتے ہیں۔ جو لوگ "ملا ازم" کو ایک لعنت سمجھتے ہیں۔ اور اسلامی نظام عدل کو فرسودہ اور قبائلی دور حکومت کی یادگار تصور کرتے ہیں۔ وہ اس "ملا کی حکومت" کا اپنی ماڈرن اور مہذب حکومت سے مقابلہ کر کے دیکھیں جہاں جرائم کی رفتار روز افزوں ترقی پر ہے اور انصاف طلبی اور داد رسی اتنی مہنگی اور طویل المدت ہوتی ہے۔ کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔

صحت افزا مقامات

یوں تو ساری وادی اپنی دل کشی اور رعنائی کیوجہ سے قدرت کا ایک حسین و جمیل شاہکار ہے۔ تاہم اس میں چند مقامات ایسے ہیں جن کا جواب کم از کم اس بر صغیر میں تو بالکل نہیں ان میں وادی کلام، بحرین، مدین اور مرغزار قابل ذکر ہیں۔ وادی کلام بحرین سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر ۵۷۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس وادی میں گھنے جنگلات کی کثرت ہے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیاں بارہ مہینے برف پوش رہتی ہیں۔

بحرین ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اور دو دریاؤں کا سنگم تنہائی و سکون کے متلاشیوں کے لئے یہ ایک بہترین مقام ہے۔

مدین پر فضا مقام ہونے کے ساتھ ساتھ تجارتی منڈی بھی ہے۔ ریاست کے صدر مقام سیدو شریف سے تین میل جانب جنوب مرغزار کی حسین و دلکش وادی ہے۔ جو کوہ الم تک چلی جاتی ہے۔ یہاں بادشاہ صاحب کی گرما کی رہائش گاہ "قصر سفید" واقع ہے۔ مرغزار میں سیب کے باغات کی افراط ہے۔ اکثر سیاح یہیں آ کر قیام پذیر ہوتے ہیں۔

قابل دید عمارات

وادی سوات میں مندرجہ ذیل عمارات قابل دید ہیں۔

سیدو شریف کی جامع مسجد عقب میں بادشاہ صاحب کا محل، سوات ہوٹل، شفاخانہ حیوانات، سینٹ ہاسپٹل اور مرغزار کا قصر سفید،

پہاڑ

سوات ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ اس کے مشہور پہاڑ یہ ہیں۔

مانکیال:۔ اس پہاڑ کی بلندی ۱۸۵۰۰ فٹ ہے۔ اور اس کی چوٹی ہمیشہ برف سے ڈھکی رہتی ہے۔

دوسری:۔ یہ پہاڑ دس ہزار فٹ بلند ہے۔

کوہ الم:۔ اس پہاڑ کی اونچائی ۹۲۵۰ فٹ ہے اور یہ گھنے جنگلات سے پٹا پڑا ہے۔ اس کے بیچ میں ایک چبوترہ ہے۔ ہندو دیو مالا کے مطابق یہ چبوترہ سری رام چندر جی نے بنایا تھا۔ اور انہوں نے اپنے بن باس کی کچھ مدت یہیں گزاری تھی۔

دو جھیلیں

درال اور سیر گئی وادی سوات کی مشہور جھیلیں ہیں دریائے درال جھیل درال ہی سے نکلتا ہے۔ اس جھیل سے آٹھ میل دور جھیل سیر گئی ہے۔ ان جھیلوں تک جانا جان جوکھوں کا کام ہے۔ کیونکہ راستہ بے حد کٹھن اور دشوار گذار ہے۔

باشندے اور پیداوار

ریاست کے لوگ اس بر صغیر کے دوسرے علاقوں کی طرح مفلوک الحال اور افلاس زدہ ہیں عام طور پر دستکاری، محنت مزدوری یا پھر کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ یہاں کی خاص پیداوار مکئی ہے۔ اس کے باوجود اس کا بھاؤ پچیس روپے من ہے۔ مکئی کے علاوہ گندم بھی پیدا ہوتی ہے۔ شہد یہاں کا خاص تحفہ ہے۔ جو آٹھ روپے سیر کے حساب سے ملتا ہے۔

لوگ دور دراز علاقوں سے گھی اور شہد شہری منڈیوں میں لاتے ہیں اور تاجروں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ دعویٰ تو یہی کیا جاتا ہے کہ یہ خالص ہوتے ہیں۔ گر یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ فرمایا کرتے ہیں قاضی غلام حسین صاحب ایڈووکیٹ نے ایک دفعہ تذکرۃً بتایا کہ جب میں مرنگ ہائی سکول میں ملازم تھا تو ایک دن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھ سے کہا "قاضی جی! لاہور میں ایک وقت ایسا آئے گا۔ کہ "نہ گھیو خالص ملے گا نہ پیو۔" واقعی اب ایسا ہی زمانہ آگیا ہے۔

بقیہ: خیرات کرنے کی عجیب برکت

صفحہ ۹ سے

یہ مطلب نہیں کہ اُن کا پیاسا ہونا معلوم ہوجائے تو اُن کو پانی نہ پلایا جائے۔ اس لئے کہ ہم مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ جس کو کسی وجہ سے قتل کیا جائے اس میں بہتری کی رعایت رکھی جائے اسی وجہ سے جس کو قتل کرنا ضروری ہے اس کے بھی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹنے کی ممانعت ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ایک لطیف چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو کسی شخص کا کوئی ایک عمل بھی اگر پسند آجائے تو اس کی برکت سے عمر بھر کے گناہ بخش دیتے ہیں۔ اس کے لطف و کرم کے مقابلہ میں یہ کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ البتہ قبول ہو جانے اور پسند آجانے کی بات ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر گنہگار کے سارے گناہ پانی پلانے سے یا کسی ایک نیکی سے بخش دیئے جائیں۔ ہاں کوئی چیز کسی کی قبول ہو جائے۔ تو کوئی مانع نہیں۔ اس لئے آدمی کو نہایت اخلاص سے کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ جانے کونسا عمل وہاں پسند آجائے۔ پھر بیڑا پار ہے۔ بڑی چیز اخلاص ہے۔ یعنی خالص اللہ کے لئے کوئی کام کرنا جس میں دنیا کی کوئی غرض شامل نہ ہو۔ اس سے دنیا کمانا مقصود نہ ہو۔ اور نہ شہرت و وجاہت مطلوب ہو۔ ان میں سے کوئی چیز شامل ہو جاتی ہے۔ تو وہ سارا کرایا برباد کر دیتی ہے۔ اور محض اس کے لئے کوئی کام ہو تو معمولی سے معمولی کام بھی پہاڑوں سے وزن میں بڑھ جاتا ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کی کہ جب تجھ سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو صدقہ و خیرات کیا کر۔ اس لئے کہ یہ گناہ کو دُور کرتا ہے۔ اور اللہ کے غصّہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ ۲ سے آگے

آپ گھر میں تشریف لے گئے اور پھر واپس آکر بلال کو اذان کا حکم دیا۔ (جب لوگ جمع ہوگئے تو تکبیر کہی اور (جمعہ یا ظہر کی) نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الخ لوگو اپنے اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان (آدم) سے پیدا کیا ہے۔ آخر آیت تک جس کا آخری حصّہ یہ ہے۔ البتہ اللہ تمہارا نگہبان ہے پھر پڑھی وہ آیت جو سورۂ حشر میں ہے یعنی ڈرو اللہ سے اور آدمی کو چاہیئے کہ وہ اس چیز پر نظر رکھے جو اس نے کل (قیامت) کے لئے پہلے سے بھیجی ہے پھر آپ نے فرمایا خیرات کرے آدمی اپنے دینار میں سے اپنے درہم میں سے اپنے کپڑے میں سے اپنے گیہوں کے پیمانہ میں سے اپنی کھجوروں کے پیمانہ میں سے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا خیرات کرے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو۔ راوی (جریرؓ) کا بیان ہے۔ کہ (یہ سنکر) ایک انصاری شخص ایک تھیلی لایا جس کے وزن سے قریب تھا۔ کہ اس کا ہاتھ تھک جائے۔ بلکہ اس کا ہاتھ تھک چکا تھا۔ پھر شروع کیا لوگوں نے چیزوں کا لانا یہاں تک کہ دیکھا میں نے (جمع ہوگئے) دو تودے غلہ اور کپڑے کے پھر دیکھا میں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کندن کی طرح دمک رہا ہے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اسلام میں کسی نیک طریقہ کو رواج دے تو اس کو اسکا ثواب بھی ملے گا۔ اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے۔ لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے کسی بُرے طریقہ کو اسلام میں رائج کیا اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا۔ اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا۔ لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

بقیہ (حلقۂ احباب

صفحہ ۱۴ سے آگے)

آپ سونے سے پہلے ایک دو تاش کی بازیاں لگائیں (چار پانچ احباب تاش کی طرف رجوع کرتے ہیں)

جاوید۔ مولوی صاحب! یہ عجیب طرح کا فتویٰ ہے۔ کہ ہر حکم کا تعلق کتاب سُنّت سے ہے۔

عبدالرشید۔ ہر مسئلہ جو کتاب و سُنّت کے معیار پر نہ اُترے۔ اس کو اُن اقوال کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے جو کتاب و سُنّت کے مطابق ہوں اور پھر اجماع و قیاس کا درجہ بھی موجود ہے۔ مگر بنیادی احکام و ارکان کی وضاحت کتاب و سُنّت میں کی گئی ہے۔

جاوید۔ اچھا سعید کی پارٹی ہماری گفتگو سے اُکتا گئی ہے۔ لہٰذا میں اپنے باقی ماندہ شکوک کسی اور صحبت میں پیش کروں گا۔ (عبدالرشید۔ جاوید اور باقی چند افراد اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹ جاتے ہیں۔ اور سعید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تاش کھیلنے لگ جاتے ہیں)

ریاست سوات

صفحہ ۱۷ سے آگے

ریاست کی سالانہ آمدنی ۴۵ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ پولیس کی تعداد دو ہزار اور ملیشیا کی ۹ ہزار ہے۔ سیدو شریف میں ایک ڈگری کالج حال ہی میں قائم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ چھ ہائی سکول ۱۹ مڈل سکول ۲۸ لوئر مڈل اور اتنے ہی پرائمری سکول ہیں۔ ریاست بھر میں صرف ایک بڑا سپتال ہے۔ ۵ چھوٹے سپتال، دو گشتی شفاخانے اور ایک شفاخانہ حیوانات ہے۔ ٹیلی فون کا جال ساری ریاست میں بچھا ہوا ہے۔ اور اندرون ریاست ٹیلی فون کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا سرکاری دفاتر اور سکولوں میں جمعرات کو چھٹی ہوتی ہے

حکومت کی طرف سے ڈین ہوٹل پشاور میں ایک ٹورسٹ بیورو (ادارہ سیاحت) قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ ان سیاحوں کو سفر کی سہولتیں اور تمام متعلقہ معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ جو سوات یا اس علاقہ کے دوسرے پُرفضا مقامات کی سیاحت کرنا چاہتے ہوں۔ سوات جانے کے لئے ٹورسٹ بیورو کے ڈائریکٹر کی وساطت سے اجازت نامہ بھی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اگر سیاح اپنے متعلق تمام کوائف بہم پہنچا دے اور سفر کی ٹھیک ٹھیک تاریخ بھی مقرر کر دے تو اجازت نامہ کے حصول میں چنداں دشواری یا تاخیر نہیں ہوتی۔

ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا تھا اس لئے ہم صرف مدین اور بحرین کی سیاحت ہی کر پائے۔ آگے جانے کا بھی خیال تھا۔ مگر بحرین میں پٹرول دستیاب نہ ہو سکا۔ اس لئے ناچار بحرین سے مدین اور پھر مدین سے نوشہرہ واپس آ گئے اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

بچوں کا صفحہ

خیرات کرنے کی عجیب برکت

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ ایک شخص جنگل میں تھا۔ اُس نے ایک بادل میں سے یہ آواز سُنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے بعد وہ بادل فوراً ایک طرف چلا۔ اور ایک پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا۔ اور وہ سارا پانی ایک جگہ پہنچا جہاں ایک شخص کھڑا ہُوا بیلچہ سے اپنے باغ میں پانی پھیر رہا تھا۔ اُس نے باغ والے سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے۔ انہوں نے وُہی نام بتایا جو اُس نے بادل میں سُنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پُوچھا۔ کہ تم نے میرا نام کیوں دریافت کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے اس بادل میں جس کا پانی یہ آرہا ہے۔ یہ آواز سُنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اور تمہارا نام بادل میں سُنا تھا۔ تم اس باغ میں کیا کام ایسا کرتے ہو۔ (جس کی وجہ سے بادل کو یہ حکم ہُوا کہ اس کے باغ کو پانی دو) باغ والے نے کہا کہ جب تم نے یہ سب کچھ کہا تو مجھے بھی کہنا پڑا۔ جو کچھ اس باغ کے اندر پیدا ہوتا ہے (تین حصے کرتا ہوں) ایک حصہ یعنی ایک تہائی تو فوراً اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میرے گھر والے کھاتے ہیں۔ اور ایک تہائی اسی باغ کی ضروریات میں لگا دیتا ہوں۔

کس قدر برکت ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی کہ صرف ایک تہائی آمدنی کے خرچ کرنے پر پردۂ غیب سے ان کے باغ کی پرورش کے سامان ہوتے ہیں۔ اور کھلی مثال ہے اس مضمون کی جو اُس حدیث میں گزرا کہ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا کہ باغ کی ایک تہائی پیداوار صدقہ کی تھی اور تمام باغ کے دوبارہ پھل لانے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ اس حدیث شریف سے ایک بہترین سبق اور بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ آدمی کو اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اللہ کے راستے میں متعین کر لینا زیادہ مفید ہے۔ اور تجربہ بھی یہی ہے کہ اگر آدمی یہ طے کر لے کہ اتنی مقدار اللہ کی راہ میں خرچ کرنی ہے تو پھر خیر کے مصارف اور خرچ کرنے کے مواقع بہت ملتے رہتے ہیں اور اگر یہ خیال کرے کہ جب کوئی کارِ خیر ہوگا اس وقت دیکھا جائیگا تو اوّل تو کارِ خیر ایسی حالت میں بہت کم سمجھ میں آتے ہیں۔ اور ہر موقع پر نفس اور شیطان یہی خیال دل میں ڈالتے ہیں۔ کہ یہ کوئی ضروری خرچ تو ہے نہیں۔ اور اگر کوئی بہت ہی اہم کام ایسا بھی ہو جس میں خرچ کرنا کھلی خیر ہے تو اکثر موجود نہیں ہوتا اور موجودگی میں بھی اپنی ضروریات سامنے آ کر کم سے کم خرچ کرنے کو دل چاہتا ہے اور اگر مہینہ کے شروع ہی میں تنخواہ ملنے پر ایک حصہ علیحدہ کر کے رکھ دیا جائے یا روزانہ تجارت کی آمدنی میں سے صندوقچی کا ایک حصہ علیحدہ کر کے اس میں متعینہ مقدار ڈال دی جایا کرے کہ یہ صرف اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے تو پھر خرچ کے وقت دل تنگ نہیں ہوتا۔ کہ اس کو تو بہرحال وہ مقدار خرچ کرنا ہی ہے۔ بڑا مجرب نسخہ ہے جس کا دل چاہے کچھ روز تجربہ کر کے دیکھ لے۔

ابو وائل کہتے ہیں۔ کہ مجھ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے قریظہ کی طرف بھیجا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں وہاں جا کر وہی عمل اختیار کروں جو بنی اسرائیل کا ایک نیک مرد کرتا تھا۔ کہ ایک تہائی صدقہ کر دوں۔ اور ایک تہائی اس میں چھوڑ دوں۔ اور ایک تہائی ان کے پاس لے آؤں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام بھی اس نسخہ پر عمل فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک فاحشہ عورت (رنڈی) کی اتنی بات پر بخشش کر دی گئی کہ وہ چلی جا رہی تھی۔ اس نے ایک کنوئیں پر دیکھا کہ ایک کُتا کھڑا ہُوا ہے۔ جس کی زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے باہر نکلی ہُوئی ہے اور وہ مرنے کو ہے۔ اس عورت نے اپنے پاؤں کا (چمڑا کا) موزہ نکالا۔ اور اُس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں میں سے پانی نکالا اور اس کُتے کو پلایا۔ حضورؐ سے کسی نے پوچھا کیا ہم لوگوں کو جانوروں کے صلہ میں بھی ثواب ملتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار) پر احسان کرنے میں ثواب ہے (مسلمان ہو یا کافر ہو یا جانور) یہ قصّہ بنی اسرائیل کی ایک رنڈی کا ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔ بخاری شریف وغیرہ میں ایک اور قصّہ اسی قسم کا ایک مرد کا بھی آیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جنگل میں چلا جا رہا تھا۔ اس کو پیاس کی شدت نے بہت پریشان کیا۔ وہ ایک کنوئیں میں اُترا اور جب پانی پی کر باہر نکلا تو اُس نے دیکھا کہ ایک کُتا پیاس سے بیتاب ہے۔ اور پیاس کی شدت سے گارے میں مُنہ مار رہا ہے۔ اس شخص کو خیال ہُوا کہ اس کو بھی پیاس کی وُہی تکلیف ہو رہی ہے۔ جو مجھے تھی۔ کوئی چیز پانی نکالنے کی تھی نہیں اس لئے اپنے پاؤں کا موزہ نکالا اور دوبارہ کنوئیں میں اُتر کر اُس کو بھرا اور موزہ کو مُنہ سے پکڑ کر دونوں ہاتھوں کی مدد سے اُوپر چڑھا اور وہ پانی اس کتے کو پلایا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کے اس کارنامہ کی قدر فرمائی۔ اور اس شخص کی مغفرت فرما دی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں میں بھی اجر ملتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار) میں اجر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں کُتے جیسے ذلیل جانور پر احسان کرنے کا جب یہ بدلہ ہے تو آدمی جو اشرف المخلوقات ہے اس پر احسان کرنے کا کیا کچھ بدلہ ہوگا۔ بعض علماء نے لکھا ہے۔ کہ ایسے جانور جن کو مارنا مستحب ہے جیسے کہ سانپ بچھو وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن دوسرے اہل علم حضرات فرماتے ہیں کہ ان کے مارنے کے حکم کا

باقی صفحہ ۱۸ پر

ایڈیٹر
عبدالمنان
جرھاوی

شرح چندہ
سالانہ: بارہ روپے
ششماہی: سات روپے
سہ ماہی: تین روپے آٹھ آنے

شرح اشتہارات
آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے " " "

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

... اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔